رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا - جب تک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے	۵ر
خواص سے	۱۰ر
ہندوستان سے باہر	۶ر
غیر مذاہب	
غیر مستطیع احباب سے	۱۲ر

جلد ۱۶ نمبر ۵

الحکم

قادیان دار الامان

۷ - فروری ۱۹۱۲ء

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم باتو گر آئی چہ ادر قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی شہرت کافی ووافی ہو چکی ہے - اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے - نہ صرف عوام بلکہ خواص یہاں تک کہ طبیب بھی اس کارخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں -

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو معیات اس کارخانہ میں بنتی ہیں - وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں - صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہیں - آج بھی آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں - کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں - اصلی

اور پورے اہتمام سے دواسازی کا اس میں اہتمام ہے - اصلی اجزا خواہ کتنے ہی قیمتی ہوں یا سستے - پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں - کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اس کی آمدنی مدرسہ طبیہ اور شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس کارخانہ میں ہر ایک امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں - جن کی تعداد ۵۰۰ تک پہنچ گئی ہے

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ اجمل خان صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی خاص مجرب دوائیں اس دواخانہ کو لوجہ اللہ دی ہیں -

نوٹ

جن پراثر اور مفید ادویات کے سبب سے اس دواخانہ کو شہرت ہوئی ہے - وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں - اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے -

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے

خط کا پتہ بالکل یہی الفاظ لکھئے "منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی" تار کا پتہ "میڈیسنز دہلی"

مطبع انوار احمدیہ قادیان دار الامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر حسب سرکشت شائع ہوا

مُعارف قرآن مجید

ازفیوضات حضرت خلیفۃ المسیح نورالدین ایدہ اللہ بنصرہ

مجدد دین کی بعثت

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے دین اسلام پسند فرمایا اور حضرت محمدؐ رسول اللہؐ کے لئے اپنا دین کامل کیا۔ اب اس میں جب کوئی بے ترتیبی رسم ورواج الف وعادت یا کسی اور وجہ سے پڑجاتی ہے۔ تو ہر امر کو باترتیب کرنے اور مفسد اشیاء کو نکالنے کے لئے کوئی نہ کوئی اللہ کا بندہ مبعوث ہوتا ہے۔ جب بنی امیہ کی خلافت سے کچھ گڑبڑ پڑی۔ تو اللہ نے عمر بن عبدالعزیزؒ کو سلطنت دلائی۔ یہ بڑا ہی نیکدل ومتقی خلیفہ تھا۔ لکھا ہے کہ شاعر اس کے دربار میں مدحیہ قصائد لکھ کر لائے اور بامید انعام کئی مہینے ٹھہرے رہے۔ آخر انہوں نے خلیفہ کے کسی دوست سے کہا کہ ہمیں کچھ دلواؤ۔ عمر بن عبدالعزیزؓ نے جواب دیا کہ میں نے علماء وفقہاء سے استفتا کیا ہے کہ شاعروں کو کس مد سے دیا جائے۔ مگر کوئی مد نہیں معلوم ہوتی۔ ہاں میرا ذاتی روپیہ ساٹھ سو درھم ہے۔ وہ لیجا سکتے ہو اور ان میں سے اس شاعر کو دے سکتے ہو۔ جس نے نبی کریم صلعم کی مدح میں فلاں شعر کہا ہے۔ اسی طرح لکھا ہے۔ کہ ایک شخص نے ان سے کہا۔ آپ نے اپنی زندگی میں اپنے بعد کے انتظام کے لئے فلاں کو ولیعہد بنایا ہے۔ کیا آپ عالم الغیب ہیں یا اس کا دل آپ کے ہاتھ میں ہے۔ کہ وہ حقوق اللہ وحقوق العباد ادا کرنے والا ہوگا۔ فرمایا اس کا جواب میں کچھ دن بعد دوں گا۔ اس کے بعد آپ پر خشیت اللہ غالب ہوئی۔ اور رونے لگے۔ اتنے روئے اتنے روئے کہ اسی حالت میں جان نکل گئی۔

اسی طرح جب تشیع کا فتنہ بڑھنے لگا۔ تو خدا نے مجدد الف ثانی کو مبعوث کیا اور انہوں نے بہت کچھ ان کے عقائد فاسدہ کی تردید فرمائی۔ پھر جب لوگ احادیث رسول صلعم کو بھول گئے۔ اور دین دین کا دارومدار چند اقوال پر رہ گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھیجدیا۔ جنہوں نے احادیث کی کتب واحادیث کے مسائل کا رواج دیا۔ چنانچہ اس کے بعد لوگ کم از کم صحاح ستہ کے نام سے واقف ہوگئے۔ اور ایک گروہ ہندوستان میں بھی سنت نبوی کو زندہ کرنیوالا پیدا ہوگیا۔

پھر جب عیسائیوں کے اعتراض بڑھے اور ان لوگوں نے اپنے دین کو پھیلانے اور انسان کے بیٹے کو خدا منوانے کے لئے ہر ایک تدبیر سے جو کسی انسانی ذہن میں آسکتی ہے۔ کام لینا شروع کیا یہاں تک کہ الخمر جماع الاثم ہے اور النساء حبائل الشیطان ہیں وہ بھی معاون ہوئے۔ تو خدا نے اپنے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کیا اور یہ فتنہ کمزور پڑا۔ اور اس کی خدام کی بھی جماعت پیدا ہوگئی۔ جو ان کے مقاصد کو پورا کرنے والے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

عباد الرحمٰن کون ہیں؟

جو متکبر نہ ہوں۔ متجبر نہ ہوں۔ سکونت اور وقار ان کا شیوہ ہو۔ سہولت سے کام لیں۔ فساد ان کے کسی فعل سے نہ پڑے۔ جاہلوں سے الگ تھلگ رہیں۔ بغیر حق کسی قتل کے مرتکب نہ ہوں۔ ایک اللہ کی عبادت کرنے والے ہوں۔ خرچ میں میانہ رو ہوں۔ لغو سے اعراض کرنے والے ہوں۔ آیات اللہ کی پوری تعظیم کرنے والے ہوں۔ اپنے لئے اپنی اولاد کے لئے دعائیں مانگتے رہیں۔

برہمو سماج کے فتنے سے بچو

یہ لوگ بظاہر بہت نرم گفتگو کرتے ہیں۔ مگر در اصل تمام انبیاء علیہم السلام اور راستبازوں کی جماعت کو مفتری اور دروغ مصلحت آمیز بولنے والے قرار دیتے ہیں۔ ایسا کہکر یہ لوگ تمام انبیاء کے متبعین کی دل آزاری کرتے ہیں۔ اور ان کے آئمہ کو جھوٹا اور لوگوں کو دھوکا دینے والے قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک نعماء جنت کا ذکر گویا جہلاء کو بات منوانے کا ایک ذریعہ ہے۔ اور الہام قرآن کے نزدیک ایک خیال ہے جو دل میں آجائے۔ ان کی دیکھا دیکھی بعض مسلمان کہلانیوالے بھی ملائکہ کے وجود کے منکر ہیں۔ اور ان سے مراد اچھے لوگ لیتے ہیں۔ چنانچہ ایک نے کہا ہے ؎

ز جبریل امین قرآن بہ پیغامے نمے خواہند
ہماں گفتار محبوب است قرآنے کہ من دارم

خدا ان لوگوں کو ہدایت دے یہ لوگ تمام انبیاءؑ کی تعلیم پر پانی پھیرنا چاہتے ہیں اور جزا و سزا کے بے ایمان ہیں۔

قرآن مجید کی صداقت

سچائی اپنے انوار و برکات سے ثبوت دیتی رہتی ہے۔ سچائی کا ایک نشان یہ بھی ہے کہ جوں جوں اس پر اعتراض کئے جائیں۔ اس کا صدق ہی کھلتا رہے۔ قرآن مجید کی صداقت پر ضمیر انسانی گواہ ہے۔ پھر فطرت سلیمہ۔ تجارب۔ کتب سابقہ۔ تمام قوموں کا عملدرآمد غور سے دیکھو تو تمام کتب سابقہ کا خلاصہ قرآن مجید کی چند آیات کا ترجمہ ہے۔ پھر صحابہ کی بزرگی قرآن مجید کی صداقت پر زندہ گواہ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے باپ کا نام بحیثیت تاریخی انسان ہونے کے کسی تاریخ میں نہ پاؤ گے۔ مگر اب حضرت ابوبکرؓ کی قوم صدیقی کہلاتی ہے۔ اور دنیا کے ہر حصے میں موجود اور معزز ومحترم ہے۔ (تشحیذ الاذہان قادیان)

کتابوں پر ریمارک

بعض کتابیں اور رسالے دفتر الحکم میں ریویو کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ میں ابھی تک ان کو پڑھ نہیں سکا۔ دوسری طرف کتابیں بھیجنے والوں کی غرض پوری ہونے میں دیر ہوتی ہے۔ اس لئے مکرمی مولوی شیر علی صاحب بی اے نے جو ریمارک ان کتب کی بابت کیا ہے۔ وہ عزت سے درج کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر الحکم

آریہ دھرم کا پول

شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور نے اپنے ایک لیکچر کو جو انہوں نے ۷- مئی ۱۹۱۱ء کو انجمن احمدیہ بٹالہ کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر دیا تھا۔ سامعین کی خواہش کے مطابق ایک پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا ہے۔ یہ رسالہ آریہ دھرم کے پول کو خوب اچھی طرح سے ظاہر کرتا ہے۔ اس مذہب کا نقشہ مختصر رنگ میں بڑی عمدگی کے ساتھ کھینچا گیا ہے۔ صفحے ۲۴- قیمت ۱ر

اَدعیۃ الاحادیث

مؤلفہ محمد ظہور الدین اکمل آف گولیکی اس رسالہ کا مضمون اس کے نام سے ظاہر ہے۔ مؤلف رسالہ عرض حال میں لکھتے ہیں:۔ "اب خدا نے مجھے توفیق دی کہ میں نے احادیث کی تمام دعائیں جمع کیں۔ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم نے مختلف اوقات کے لئے اپنی امت کے افراد کو فرمائیں۔ یہ وہ دعائیں ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے حضور قبولیت کی سند لے چکی ہیں بس کیا ہی خوش قسمت ہے وہ انسان جو یہ دعائیں اپنا وظیفہ بنائے" دعاؤں کا ترجمہ سلیس اردو میں دیا گیا ہے۔ ادعیۃ القرآن (قرآن مجید کی دعاؤں) کا ترجمہ انہوں نے نظم میں دیا تھا۔ ۳۲ صفحہ قیمت صرف ۱ر دفتر تشحیذ الاذہان قادیان سے طلب کرو۔

نیّر اسلام

یہ ۴۸ صفحے کی کتاب شیخ رحیم بخش صاحب نومسلم واعظ اسلام نے تصنیف کی ہے۔ جس میں صداقت اسلام۔ بائبل کی پیشگوئیوں۔ قرآن شریف کی بعض خوبیوں اور روح القدس کے نزول پر مفصل بحث کی ہے خصوصاً بائیبل کی پیشگوئیوں پر یہ کتاب بہت محنت سے تیار کی گئی ہے۔ خدائے تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر دے۔ قیمت ۵ر ملنے کا پتہ محمد یامین صاحب سہارنپوری تاجر کتب قادیان۔

احمدی پاکٹ بک حصّہ اول و دوم

یہ دو رسالے جیبی تقطیع پر سید عبد الحی صاحب عرب (مولوی فاضل) قادیان نے حال میں تالیف کئے ہیں۔ ان رسالوں میں مندرجہ ذیل مضامین پر ناظرین کے فائدہ کے لئے مختصر لیکن کافی بحث کی گئی ہے (۱) قرآنی آیات متعلق وفات مسیح (۲) لفظ توفی کے معنے قرآنی آیات کی رو سے (۳) لفظ توفی کو آنحضرت صلعم صحابہؓ اور امہات المومنینؓ نے موت کے معنوں میں استعمال کیا۔ (۴) وفات مسیح احادیث کی رو سے (۵) انی متوفیک اور فلما توفیتنی کی تفسیر کتب تفاسیر میں (۶) توفی کے معنے لغت عرب کی رُو سے (۷) لفظ خلا کی تحقیق۔ اول قرآن شریف کی رو سے۔ دوم احادیث کی رُو سے۔ سوم کتب تفاسیر کی رو سے (۸) خاص پانچ آیات متعلقہ وفات مسیح کی تفسیر متقدمین مفسرین کی رو سے (۹) لفظ رفع کی تحقیق بطریق بالا (۱۰) لفظ نزول کی تحقیق بطریق بالا۔ (۱۱) دجال کے متعلق لفظ نزول کا استعمال (۱۲) وفات مسیح کے متعلق پہلے نیک لوگوں کی گواہی (۱۳) عدم رجوع موتیٰ (۱۴) دجال کی تحقیق (۱۵) مجدد دین اسلام (۱۶) آخری زمانہ کے علامات اور مسیح اور مہدی کا ظہور (۱۷) ثبوت دعویٰ مسیح موعود۔ اوّل۔ قرآن مجید کی رو سے۔ دوم۔ احادیث کی رو سے۔ سوم۔ نشانات آسمانی سے (۱۸) خدمات مسیح موعود علیہ السلام۔

یہ مضامین صرف پہلے حصہ کے ہیں۔ اس سے ناظرین اس پاکٹ بک کے مفید ہونے کا اندازہ لگا سکتے ہیں دونوں حصوں کی قیمت ۴ر

مؤلف سے طلب کرو۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری۔ مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے۔ کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا۔ بلکہ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ۔ پھر منگواؤ۔ بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے۔ میں نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے۔ جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہیں۔ کہ لکھ ماریں۔ کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہیں۔ اول نمونہ مفت منگائیے۔ پھر اگر شفا۔ تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عہ

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتی ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلاء سے فائدہ اٹھائیں۔ اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائیں گے۔ قیمت ۶ ماشہ عالعہ

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا۔ اور قوت بصارت بڑھانے والا۔ قیمت فی تولہ ۸ر

سنون وندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا۔ قیمت فی بکس ۴ر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

کیا آپ بیمار ہیں؟

جب کہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں۔ کہ کونسی آپ کو شکائت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے۔ کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو۔ تو رات کو سوتے وقت ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنرپلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا۔ اور بیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں۔ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائے گا۔ کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکائت ہیجان۔ صفرا۔ صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکرانا۔ دردسر۔ نفخ یعنی کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر بہت عرصہ یہی حالت رہے۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنرپلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو شافی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے اجزاء کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ قیمت فی شیشی ۱۲ر و ۸ر و ۱۲ار ۱۲ار والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں۔ جو ۱۲ر والی شیشی سے پنجگنی ہیں۔ ۱۲ار والی شیشی

ڈون پی او باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو۔

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہوگئے؟

یہ کل کی بات ہے۔ کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ لیکن آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور آج تک پورے دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے میری اس ایجاد کا ایک دفعہ استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو۔ اس کی اس قدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے۔ جو آج تک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنئے! روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے۔ کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا؟ کہ جناب ڈاکٹر میجر بی ناتھ صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر پایا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو چمکاتا ہے۔ اور خون صالح بکثرت پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی طاقت سے چاق و چوبند کرکے ہر انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتا ہے۔ کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں۔ تو بھی پٹ ہو کر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں۔ میڈیکل کالج کے لیکچراروں۔ سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود اشتہارانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے۔ جو یہ نتیجہ نہ نکالے۔ کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قانون قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ ان کے لئے روح حیات تریاق کامل تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی بیک طاقت افزا غذا بھی ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے۔ جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نادیا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں۔ ان کیلئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق کے ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دی جائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا خاص اثر ان اعضاء پر ہوتا جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جواں مرد۔ جواں مرد کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ مجھے کیمیاگر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنے۔

روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی "روغن دافع سستی" موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں۔ پٹھوں کی سستی اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہو کر معزولہ طاقت بحال ہو جاتی ہے مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بنا دیتا ہے۔ اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت "روغن دافع سستی" شیشی کلاں چار روپے چار آنے (للعہ) شیشی خورد دو روپے دو آنے (عہ)

یہ دونوں دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ شاہ عالم لاہور سے طلب کرو

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں۔ کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے

علمی اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا۔ جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے۔ اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھکر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا۔ اگر نہیں تو ضرور پڑھیں کہ اس میں نور ہدایت اور شفا ہے

Digitized by Khilafat Library

ہدیہ فی پارہ
مبلغ ایک روپیہ

نوٹ:۔ آٹھ پارے تیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے آٹھ روپے (عـــہ) معہ محصولڈاک

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے طلب کرو

کارخانہ الحکم کی رعائتی کتب کا اعلان

سالانہ جلسہ کی تقریب پر کارخانہ الحکم کی قیمتی کتابوں میں جو رعائت کی گئی تھی۔ اور جملہ کتابیں نصف قیمت پر فروخت ہوئیں۔ اس سے جو لوگ فائدہ اٹھانے کا موقعہ دینے کے لئے جو جلسہ پر نہیں آسکے۔ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ۳۱ جنوری ۱۹۱۲ء تک یہ کتابیں رعائتی قیمت پر ملیں گی۔ سوائے ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۵۔ اور مجربات نوردین جلد سوم کے

فہرست کتب

- ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱ لغایت ۴ فی پارہ ایک روپیہ رعائتی قیمت ۸؍
- حقیقت نماز و مسئلہ نماز پر جامع تصنیف قیمت عـہ رعائتی قیمت ۸؍
- رپورٹ جلسہ ۱۹۰۷ء حضرت اقدس اور بزرگان قوم کی تقریروں کا مجموعہ — رعائتی قیمت ۸؍
- تفسیر سورہ بقر — رعائتی قیمت عـہ
- مجربات نوردین — قیمت ۱۱؍
- رد چکڑالوی قیمت ۵؍ — رعائتی قیمت ۲؍
- اصلاح النظر آریوں کے رد میں — رعائتی قیمت ۱؍
- ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۲ سورہ بنی اسرائیل اور کہف، پارہ نمبر ۱۲ — قیمت عـہ
- الہامات واشتہارات ۱۹۰۵ء — قیمت ۱؍
- حضرت اقدس کی تقریر اور ایک خط — قیمت ۱؍

محصولڈاک بذمہ خریدار

المشتہر

خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ بچہ اگر سُست اور پژمردہ اور بھوک لگتی نہ ہو۔ تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے۔ اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہوجاتا ہے۔ اور وہ خوش و بشاش ہوجاتا ہے۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہوجاتا ہے۔

ہاتھ سے نہیں چھوڑا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لندن

الحکم
قادیان دارالامان
۷ - فروری ۱۹۱۲ء

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور قادیان میں

ہمارے ضلع کے نہائت ہی قابل اور معاملہ فہم ڈپٹی کمشنر جناب میجر اے سی ایلیٹ صاحب بہادر ۲۹ جنوری ۱۹۱۲ء کی شام کو قادیان پہنچے اور ۳۰ و ۳۱ - جنوری ۱۹۱۲ء کو قادیان میں قیام فرمایا - اور یکم فروری ۱۹۱۲ء کو ستھیالی تشریف لے گئے - صاحب ممدوح کی آمد سے جو توقع کی گئی تھی - خدا کا شکر ہے کہ وہ پوری ہوئی -

جو ضرورتیں خادم قوم الحکم نے صاحب ممدوح کے سامنے رکھی تھیں - ان پر آپ نے پوری توجہ فرمائی - ان جماعتوں اور آدمیوں کو سنکر بہت ہی خوشی ہوگی - کہ صاحب ممدوح نے آئندہ قادیان سے شراب کی دوکان اٹھائے جانے کی منظوری دیدی ہے - قادیان کی دوکان سے ڈیڑھ ہزار کے قریب سالانہ آمدنی گورنمنٹ کو ہوتی تھی - مگر صاحب ممدوح (جو اخلاقی تربیت اور بھلائی کے دل سے خواہشمند ہیں) نے لوگوں کی اخلاقی بہتری پر ڈیڑھ ہزار کی رقم کو قربان کرنا پسند فرمایا - اور اس طرح پر وہ تحریک جو ایڈیٹر الحکم نے کئی مرتبہ پہلے بھی کی تھی - بالآخر میجر ایلیٹ کے زمانہ میں کامیاب ہوکر ایک یادگار بن گئی - اس موقعہ پر میں میاں عطاء الحق صاحب انسپکٹر آبکاری کا بھی قادیان کی پبلک کی طرف سے شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں - جنہوں نے اس تحریک کو کامیاب بنانے میں پوری توجہ فرمائی - یہ نوجوان مسلمان صیغہ مسکرات میں اپنی صاف گوئی اور دستکار گذاری کے لئے مشہور اور نیک نام ہے - اور فی الواقعہ اس قابل ہے کہ اس کی خصوصاً عزت افزائی اور قدردانی ہو - تاکہ دوسرے اہلکاروں کو فرض شناسی اور دیانت داری کے ساتھ ادائیگی فرض کا احساس ہو - بہرحال صاحب ممدوح نے قادیان سے شراب کی دوکان اٹھائے جانے کا حکم دیدیا ہے - جو مارچ کے بعد اُٹھ جائے گی -

دوسرا امر صاحب ممدوح کے حضور قادیان کی نوٹیفائیڈ ایریا کمیٹی کے متعلق پیش کیا گیا تھا - کہ لوگ ہوس ٹیکس کے سبب نالاں ہیں - سب سے پہلا کام جو قادیان میں صاحب موصوف نے کیا وہ کمیٹی کے دفتر کا معائنہ تھا - صاحب ممدوح کمیٹی کی ضرورت اور ہوس ٹیکس کے متعلق سوال کرتے رہے - ایڈیٹر الحکم بھی اس موقعہ پر حضور کے ساتھ تھا اور اُس نے نہائت ادب اور جرأت کے ساتھ عرض کیا کہ ہوس ٹیکس موقوف ہونا چاہئے - صاحب ممدوح نے بڑے غور اور فکر کے بعد بعض ایسے ٹیکس تجویز کئے - جو آسانی سے ادا ہوسکتے ہیں - اور عوام باشندگان پر ان کا اثر نہیں پڑتا - مگر ان کی مجموعی آمدنی سے اخراجات پورے ہوجاتے ہیں - اس طرح پر صاحب موصوف نے ہوس ٹیکس کے آئندہ کے لئے موقوف کئے جانے کی تجویز فرمائی - جس کے لئے یہ امید کرنا بیجا نہیں کہ شروع مالی سال یعنی اپریل ۱۹۱۲ء سے ہوس ٹیکس موقوف ہوجائیگا - میں اس موقعہ پر صاحب ممدوح کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں - کہ اگر اس نئی تشخیص اور تجویز کے متعلق ابھی سے گورنمنٹ پنجاب سے خط وکتابت شروع ہوجائے - تو کچھ بعید نہیں کہ بہت جلد اس جدید انتظام کے متعلق گورنمنٹ عالیہ کے احکام نافذ ہوجائیں - تاہم یہ توقع کرنا برمحل ہے - کہ صاحب ممدوح آئندہ ہوس ٹیکس کے اس وقت تک تشخیص کرنے کی ممانعت کے احکام قادیان کی کمیٹی کے نام جاری فرمائیں گے - جب تک جدید تجویز منظور ہوکر نہ آجاوے اس سے باشندگان قادیان کو تسلی اور اطمینان ہوگا -

تیسرا اور سب سے اہم امر قادیان اور بٹالہ کی سڑک کی درستی تھی - جس کے لئے جناب والا نے نہائت مہربانی اور تلطف سے توجہ فرمائی اور فوری احکام سڑک مذکور کی درستی کے لئے سردست جاری کردیئے - اور اس کے پختہ بنائے جانے کی بہت جلد امید دلائی ہے - صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے جو مہربانی اس طرح پر ہم لوگوں پر فرمائی ہے - اس کا ایک گہرا اور رہنے والا اثر ہم اپنے دلوں پر محسوس کرتے ہیں - اور جیسا کہ صاحب موصوف کے اعلیٰ اخلاق اور وسعت حوصلہ اور بیدار مغزی اور رعایا پروری کے متعلق ہم سنتے تھے - اس سے کہیں بڑھکر پایا - ہر امر جو آپ کے سامنے پیش کیا جاتا تھا اُسے نہائت توجہ اور حوصلہ سے سنتے اور مناسب جواب دیتے تھے - دوسرا کام آپ نے عام لوگوں سے ملاقات کا کیا - جس نے آپ سے زبانی کچھ بھی عرض کرنا چاہا - اسے موقعہ دیا اور کافی موقعہ دیا - مدرسہ تعلیم الاسلام اور اُس کے بورڈنگ کا معائنہ فرمایا اور طلباء کی کھیلوں کا بھی معائنہ فرمایا - اس وقت آپ کے ہمراہ جنابہ لیڈی ایلیٹ صاحبہ بھی تھیں - وہ بھی بہت محظوظ ہوئیں - صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے از راہ مہربانی ہمارے سلسلہ کے متعلقہ کاموں - لنگرخانہ اور مہمان خانہ اور شفاخانہ اور دفاتر کا بھی ملاحظہ فرمایا - اور ہمارے سرحدی دوستوں کو جو اس وقت اتفاق سے جمع تھے دیکھکر بہت خوش ہوئے سید احمد نور صاحب نے ان برکات کا ذکر کیا - جو اُنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ حاصل کیں - اور ان میں سے اس امر کو خصوصاً ظاہر کیا کہ اس سلسلہ کی وجہ سے اب ہم گورنمنٹ برطانیہ کی ان مہربانیوں اور احسانات کو خصوصیت سے محسوس کرتے ہیں - جو اس نے مذہبی آزادی کے رنگ میں ہم پر کئے ہیں - اور یہ یقین دلایا کہ ہم گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری اور عقیدت مندی اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں - غرض صاحب ممدوح نے تمام کاموں کو جو سلسلہ کی طرف سے ہورہے ہیں - بڑی خوشی سے دیکھا - صاحب ممدوح کے وسعت اخلاق کا میں اگر ایک واقعہ یہاں بیان نہ کروں - تو یہ مضمون ناقص رہجاویگا - ایڈیٹر الحکم (جو خدا کے فضل سے دلیری کے ساتھ اپنے خیالات عرض کردینے کی جرأت کرلیا کرتا ہے) نے حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ کو صاحب ممدوح کی خدمت میں پیش کرنا چاہا - صاحب ممدوح معائنہ ڈسپنسری کے بعد جانے کو تھے کہ اس نے عرض کیا - حضور میں ایک خاص بزرگ کو پیش کرنا چاہتا ہوں - اتنے میں میر صاحب قبلہ اپنے معمولی سادہ لباس میں کمبل اوڑھے آپیش ہوئے - میں نے عرض کیا کہ میر صاحب ہم سب کے بزرگ ہیں - آپ گورنمنٹ پنشنر ہیں - اس پیرانہ سالی میں آپنے محض لوگوں کی بھلائی اور نفع رسانی کے لئے اپنی جان پر تکلیف فرما کر ایک ایک پیسہ چندہ کا مانگا ہے - اور کئی ہزار کی رقم جمع کی ہے - آپ نے اس سے ایک ہسپتال اور ان غریب اور محتاج لوگوں کے لئے جن کو حضور نے مہمان خانہ میں دیکھا چند گھر دار الضعفاء کے نام سے بنانے کا ارادہ کیا ہے - اور یہ ہمت قابل قدر ہے - اس پر صاحب ممدوح نے فرمایا کہ کیا وہ چاہتے ہیں - کہ ان کے ہسپتال کے لئے میں ڈسٹرکٹ بورڈ سے مدد دوں - میں نے عرض کیا کہ ڈسٹرکٹ بورڈ سے تو حضور دلائیں گے وہ آپ کی جیب سے بھی چاہتے ہیں - یہ جملے میں نے ایسی بے تکلفی اور سادگی سے عرض کردیئے کہ سننے والوں کو بھی تعجب گذرا - مگر صاحب ممدوح نے نہائت خندہ پیشانی سے سنا اور میر صاحب کی نیک اغراض میں اپنی جیب خاص سے بھی مدد دینے کا اظہار فرمایا - اس واقعہ کے بیان سے محض غرض یہ ہے - کہ اگر دوسرے یورپین آفیسر بھی میجر ایلیٹ صاحب بہادر کے سے اخلاق سے کام لیں - تو لوگوں کے دلوں پر وہ گہرا محبت کا اثر پیدا کرسکتے ہیں - اُس وقت جبکہ میجر ایلیٹ اپنی رعایا کے حلقہ میں تھے ایسے معلوم ہوتے تھے - گویا وہ ہمارے ایک بے تکلف ہمدرد ہیں کہ ہم اپنی جو کچھ بھی ضرورت سمجھتے ہیں - صاف صاف عرض کئے جاتے ہیں - یہ نمونہ نہائت ہی حوصلہ افزا اور دیسی سوسائٹی اور یورپین سوسائٹی کے درمیان اتحاد اور محبت کا بہترین نتیجہ پیدا کرنے والا ہے اور میں سچے دل سے ضلع گورداسپور کی رعایا کو مبارکباد دیتا ہوں - کہ انہیں میجر ایلیٹ جیسا مہربان ڈپٹی کمشنر ملا ہے - غرض صاحب ممدوح نے اپنے اس دورہ میں اپنے اخلاق و محبت اور مہربانی کا جو نمونہ دکھایا ہے وہ ہمیں نہیں بھولیگا - اس لئے ہم سچے دل سے ایسے نیکدل حاکم کی عزت و اقبال کے لئے دعا کرتے ہیں -

اور اس کے ساتھ ہی یہ کم خوش نصیبی کی بات نہیں - بلکہ سونے پر سہاگہ ہے - کہ صاحب ممدوح کے دست راست یعنی صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع منشی منورالدین صاحب بی - اے ہیں - صاحب ضلع خواہ کتنا ہی نیک خیال کیوں نہ ہوں - مگر اُس کی تجاویز کے نفاذ اور اجرا میں صاحب سپرنٹنڈنٹ ورنیکولر آفس کا بھی ہاتھ کام کرتا ہے - اس لئے بعض اوقات ایسی مفید تجاویز کے اجرا اور نفاذ میں دیر یا سہل انگاری کا واقعہ ہونا ممکن ہوتا ہے - مگر ہمارے ضلع کا سپرنٹنڈنٹ بھی ایک نیکدل اور مشہور متدین نوجوان ہے - باوجود بی - اے ہونے کے اس کی زندگی نہائت سادی اور پُرانے دیسی شرفا کی طرز پر واقع ہوئی ہے - ایڈیٹر الحکم کو منشی منورالدین صاحب سے ۱۶ سال سے نیاز حاصل ہے - اور وہ وہ زمانہ ہے - جبکہ وہ ملازمت کے میدان میں آئے - ایڈیٹر الحکم اس وقت بھی ایڈیٹر ہی تھا - میں نے نہائت ہی غائر نظر سے منشی منورالدین صاحب کی زندگی کا مطالعہ کیا ہے - اور اُسے ہمیشہ ایک

قابل۔ محنتی۔ انصاف پسند اپنے فرض کو دیانت و امانت سے ادا کرنے والا انسان پایا ہے۔ میں جانتا ہوں۔ کہ مجھ سے زیادہ ہمارے مہربان ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر منشی منور الدین صاحب کے کمالات سے واقف ہوں گے۔ مگر میں اتنا کہنے سے نہیں رک سکتا۔ کہ اس ذمہ داری کے عہدہ پر منشی منور الدین صاحب کلبے لوث زندگی بسر کرنا دوسرے لوگوں کے لئے ایک قابل قدر نظیر ہے۔ مگر اب تک منشی صاحب جیسے قابل اور متدین آدمی کو بہت آگے نکل جانا چاہئے تھا۔ جس کے لئے آنکھیں منتظر ہیں۔ تاہم وہ لوگ جو دیانت اور امانت اور فرض شناسی کی زندگی کے قدردان ہیں۔ میجر ابلیٹ صاحب بہادر سے یہ امید کرنے میں غلطی پر نہیں ہو سکتے۔ کہ میجر ابلیٹ کا ہاتھ خدا کے فضل و کرم کے ساتھ اپنے لائق گریجویٹ اور کارگذار سپرنٹنڈنٹ کو آگے بڑھانے میں اپنی طاقت سے پورا کام لے گا۔

بالآخر میں قادیان کے باشندگان اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے جناب ممدوح کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ان رفاہ عام کاموں کے لئے جن کی طرف قادیان کے مقام پر حضور نے توجہ فرمائی۔

حقیقی لیڈر

کرزن گزٹ "ہمارے لیڈر اور ان کے اقسام" کے عنوان سے ایک آرٹیکل کے شروع میں لکھتا ہے کہ

"زمانہ بدل رہا ہے اور اس کے ساتھ اہل زمانہ کا مذاق بھی بدلتا جاتا ہے۔ جو باتیں نصف صدی پہلے معیوب سمجھی جاتی تھیں۔ آج وہ ہنر تصور کی جاتی ہیں اور جو باتیں ہنر سمجھی جاتی تھیں۔ آج ان سے نفرت ہی نہیں کی جاتی۔ بلکہ ان کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔

اس تبدیل مذاق اور تبدیل خیالات نے ہمارے تمدن معاشرت بلکہ مذہب میں ایک جدت پیدا کر دی ہے۔ اور وہ جدت روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ ظاہر بین نظریں اس جدت کو قوم کے حق میں مفید سمجھ رہی ہیں۔ مگر غور بین اور زیادہ توجہ سے نظر کرنے والی آنکھیں قوم کے حق میں اس عظیم تبدیلی کو زہر کا خیال کر رہی ہیں۔

کسی قوم کی اصلاح کا مدار قوم کے افراد کے ہاتھ میں نہیں ہوتا۔ بلکہ رہنمایان قوم کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ جس طرح ایک جری سے جری اور شائستہ سے شائستہ سپاہی بغیر افسر کی رہبری کے میدان جنگ میں کامیابی سے نہیں لڑ سکتا۔ اسی طرح قومی افراد باوجود مہذب اور فہمیدہ ہونے کے بھی بغیر لیڈر یا رہبر کے نہ اصلاح حال کر سکتے ہیں۔ اور نہ مصائب کا مردانہ وار مقابلہ کر سکتے ہیں۔

خوش قسمتی سے مسلمانوں کو ایک ایسا اچھا لیڈر آسمان سے مل گیا ہے۔ جس کے آگے دوسرے لیڈر کی ضرورت نہیں اور وہ قرآن مجید ہے۔ ایک عرصہ تک مسلمانوں کا یہی لیڈر رہا۔ میدان جنگ میں۔ سلطانی درباروں میں۔ اور بارگاہ خسروی میں مجلس علماء اور دار العلوموں میں ہمیشہ بحیثیت لیڈر یہی قرآن پیش کیا جاتا تھا۔ اور یہی آسمانی نامہ ہر امر کا فیصلہ کر دیتا تھا۔ اور اس کے فیصلہ کے آگے سب گردنیں جھکا دیتے تھے۔

علیؓ اور معاویہؓ کے جھگڑے میں یہی قرآن مجید جھنڈے پر بلند کیا گیا تھا۔ ابن عباس نے اسی قرآن کو درمیان دیکے علیؓ کی جان بیس ہزار مسلح خارجیوں سے بچائی تھی۔ اسی طرح کوئی وقت۔ کوئی موقعہ۔ کوئی جگہ کوئی بات ایسی نہیں ہوئی۔ کہ قرآن مجید حکم دیتا ہو۔ مگر مسلمانوں میں جب علمی تنزل شروع ہوا۔ تو اس کے ساتھ ہی خدا پرستی بھی معرض زوال میں آنے لگی۔ جب یہ دونوں چیزیں اپنی انتہا پر پہنچ گئیں۔ تو قرآن مجید کی عملی تعظیم بالکل مفقود ہو گئی۔ اور اب مسلمانوں کا کوئی سر دہرا نہ رہا۔ بہت سے علماء ہوئے اور گذر گئے۔ مگر وہ سوائے مذہبی اختلاف پیدا کرنے یا مذہب کو طول و طویل بنانے کے مسلمانوں کو نہ ملکی فائدہ پہنچا سکے نہ مذہبی۔ سب کا راگ الگ تھا۔ اور سب کی ڈفلی علیحدہ علیحدہ۔ قوم برابر ادھر خدا پرستی میں تنزل کرتی گئی۔ اور ادھر خداوند تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت یعنی سلطنت ان کے ہاتھ سے نکلتی رہی۔ اور ہوتے ہوتے یہاں تک نوبت پہنچی۔ کہ وہ یک بینی و دو گوش بیکے رہ گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔"

ہماری حالت

ہمارے معزز بھائی خواجہ کمال الدین صاحب نے جو لیکچر "اسلام اور علوم جدیدہ" کے عنوان سے دیا ہے۔ اس میں آپ نے موجودہ حالت کا جو نقشہ کھینچا ہے۔ وہ قابل غور ہے۔ امید ہے تعلیم یافتہ اور عوام مسلمان غور کر کے فائدہ اٹھائیں گے۔ اور چھوٹے بڑے اپنی حالت پر نظر کر کے اصلاح کی توفیق خدا تعالیٰ سے چاہیں گے۔

"آدم کی پیدائش پر آدم کے متعلق دو باتوں کی توقع دو طرف سے کی گئی تھی۔ اگر خدائے تعالیٰ اس امر کا آدم سے متوقع تھا کہ اولاد آدم فرشتوں کی مسجود ہوگی۔ تو ملائکہ کی توقع وہ تھی جو ان کے اس قول سے ظاہر ہوئی۔

اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ

کیا آدم اس لئے بنایا جاتا ہے کہ وہ دنیا میں موجب فساد اور قتل مقاتلہ کرے۔ چلو خلیفۃ الارض کی حیثیت میں مسجود ملائکہ نہ سہی مفسد زمانہ سہی۔ یہ ہم سے کب ہو سکتا تھا۔ کہ ملائکہ جیسے وجود ہم سے ایک توقع رکھیں۔ اور ہم اس کو پورا نہ کریں۔ کونسا فساد ہے جو ہم نہیں کرتے؟ کونسی مفسدہ پردازیاں ہیں۔ جو ہمارے بائیں ہاتھ کا کھیل نہیں؟ کونسی اصلاح ہے کہ جس کے مقابل علم مخالفت ہم بلند نہیں کرتے؟ ہم ہیں کہ قعر مذلت میں روز بروز گرتے جاتے ہیں۔ جاہلانہ زندگی سے ہم کو عار نہیں اخلاق ہمارے تباہ ہو رہے ہیں۔ معاشرت ہماری بگڑی ہوئی ہے۔ سوسائٹی ہماری بدکرداریوں کا پردہ۔ فسق و فجور کے ہم بادشاہ۔ جائیدادیں ہماری نیلام۔ وثیقہ ہمارے رہن۔ نہ غربت کا خیال۔ نہ شرافت کا احساس۔ حوالات ہیں۔ تو ہم سے معمور۔ جیل میں شاہی مہمان ہیں تو ہم۔ شراب خانہ خراب کے مربی ہیں تو ہم۔ قمار خانے کے باعث رونق ہیں تو ہم۔ جائیدادیں بکتی ہیں تو ہماری۔ ڈگریوں پر ادھار کھاتے ہیں تو ہم۔ اچھا یہ تو وہ باتیں ہیں۔ جن کے متعلق آپ میں سے تعلیم یافتہ طبقہ یہ فرمائے کہ یہ باتیں ان سے تعلق رکھتی ہیں جو شائد ہماری قوم میں سے زیور علم سے معرا ہیں۔ لیکن مجھے آپ معاف فرما دیں۔ اگر میں اپنے ہم چشم تعلیم یافتہ احباب سے دریافت کروں کہ کیا آپ ایک دوسرے کے مقابل پر برسر پیکار نہیں؟ کیا آئے دن انجمنوں میں۔ کمیٹیوں میں۔ مجلسوں میں ہماری ذاتی غرضیں ہمیں ایک دوسرے کے مقابل نہیں لا رہی ہیں؟ کیا ہم ایک دوسرے پر الزام لگانے میں مشاق نہیں؟ اگر اتفاقاً ہم میں سے کوئی قومی خدمت کا ذمہ لے۔ تو کیا ہم اس پر نفسانیت کا الزام دینے کو تیار نہیں۔ ہم نہ خود کوئی کام کرتے ہیں۔ اور جو کر رہے ہیں۔ چلو ذاتی غرض سے ہی سہی۔ ان کو کرنے نہیں دیتے۔ کیا اگر ہم میں کوئی محض فضل ربی سے صف اول میں آ جاوے۔ اور گورنمنٹ کے مراحم خسروانہ کا مورد ہونے لگے تو ہم میں حسد نہیں بھڑک اٹھتا؟ اور اس کی ہتک میں تضحیک و تذلیل کے ہم درپے نہیں ہو جاتے؟ کیا بعض وقت آفیشل سرکل میں عزت پانے کے لئے ہم قوم فروشی۔ دین فروشی۔ دوست فروشی نہیں کیا کرتے؟ اس میں شک نہیں کہ ہمارے دماغ روشن ہیں۔ اور ہم اصلاح کے لئے آئے دن انجمنوں اور اسوسی ایشنوں کی بنیاد بھی ڈالتے ہیں۔ لیکن خدارا بتلاؤ۔ انجمنیں جو ہم بناتے ہیں قوم کو فائدہ پہنچانے کے لئے یا اپنے کلاہ عزت میں ایک پر اور لگانے کے لئے یعنی ان دو تین چوبی کے عہدوں کو حاصل کرنے کے لئے کہ جس سے ہم دنیا میں فلاں انجمن یا اسوسی ایشن کے پریسیڈنٹ یا سکرٹری کہلائیں۔ کیا اگر چلتی ہوئی انجمنوں میں ہمیں عہدہ نہ ملے۔ تو ان انجمنوں کی بیخکنی کر کے ہم نئی انجمنیں نہیں بنا لیا کرتے؟ بسا اوقات قومی مفاد اور قومی انٹرسٹ کو ہم نے نفسانیت کے مذبحہ پر قربان نہیں کیا۔ ہم میں کون ہے۔ جس نے قوم کی خدمت کی۔ لیکن خطاب حاصل کرنے معزز عہدہ پانے اور بڑے آدمی کہلانے کے خیال کو سر سے نکال دیا؟ ہم تعلیم پاکر بیشک چار پیسے کما لیتے ہیں۔ ہم اور ہمارے خاندانی تعلق والے خوش حال زندگی بسر کرتے ہیں۔ لیکن کیا اس روپیہ میں قوم کا بھی کوئی حصہ ہے؟ ✦

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

حروب صلیبی کے تذکروں میں متعصب مورخین نے دروغ بافیوں کی انتہا کر دی۔ بارے انگلستان کی ایک روشن خیال جماعت نے واقعات کے چہرے سے پردہ اٹھانے کے لئے ایک منصفانہ کتاب لکھکر مسلمانوں پر احسان کیا جس کا ترجمہ ماہوار

الناظر

میں شائع ہوتا ہے۔ جو صرف عہ سالانہ میں اعلیٰ درجہ کے علمی تاریخی۔ فلسفی۔ تمدنی۔ اخلاقی اور ادبی مضامین نظم و نثر کے

اسی صفحہ

بالالتزام ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔ نمونہ کا پرچہ ۱ر کے ٹکٹ آنے پر بھیجا جاتا ہے۔

منیجر رسالہ الناظر لکھنؤ

قابل۔ محنتی۔ انصاف پسند اپنے فرض کو دیانت وامانت سے ادا کرنے والا انسان پایا ہے۔ میں جانتا ہوں۔ کہ مجھ سے زیادہ ہمارے مہربان ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر منشی منورالدین صاحب کے کمالات سے واقف ہوں گے۔ مگر میں اتنا کہنے سے نہیں رُک سکتا۔ کہ اس ذمہ داری کے عہدہ پر منشی منورالدین صاحب کلبے لوث زندگی بسر کرنا دوسرے لوگوں کے لئے ایک قابل قدر نظیر ہے۔ گو ابتک منشی صاحب جیسے قابل اور متدین آدمی کو بہت آگے نکل جانا چاہئے تھا۔ جس کے لئے آنکھیں منتظر ہیں۔ تاہم وہ لوگ جو دیانت اور امانت اور فرض شناسی کی زندگی کے قدردان ہیں۔ میجر ایلیٹ صاحب بہادر سے یہ امید کرنے میں غلطی پر نہیں ہو سکتے۔ کہ میجر ایلیٹ کا ہاتھ خدا کے فضل وکرم کے ساتھ اپنے لائق [illegible]ویٹ اور کارگذار سپرنٹنڈنٹ کو آگے بڑھانے [illegible] طاقت سے پورا کام لے گا۔

بالآخر میں قادیان کے باشندگان اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے جناب ممدوح کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اُن رفاہ عام کاموں کے لئے جن کی طرف قادیان کے مقام پر حضور نے توجہ فرمائی۔

حقیقی لیڈر

کرزن گزٹ "ہمارے لیڈر اور اُن کے اقسام" کے عنوان سے ایک آرٹیکل کے شروع میں لکھتا ہے کہ

"زمانہ بدل رہا ہے اور اس کے ساتھ اہل زمانہ کا مذاق بھی بدلتا جاتا ہے۔ جو باتیں نصف صدی پہلے معیوب سمجھی جاتی تھیں۔ آج وہ ہنر تصور کی جاتی ہیں اور جو باتیں ہنر سمجھی جاتی تھیں آج اُن سے نفرت ہی نہیں کی جاتی۔ بلکہ اُن کا مذاق اُڑایا جاتا ہے۔

اس تبدیل مذاق اور تبدیل خیالات نے ہمارے تمدن معاشرت بلکہ مذہب میں ایک جدت پیدا کر دی ہے۔ اور وہ جدت روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ ظاہر بین نظریں اس جدت کو قوم کے حق میں مفید سمجھ رہی ہیں۔ مگر غور بین اور زیادہ توجہ سے نظر کرنے والی آنکھیں قوم کے حق میں اس عظیم تبدیلی کو زہریلا خیال کر رہی ہیں۔

کسی قوم کی اصلاح کا مدار قوم کے افراد کے ہاتھ میں نہیں ہوتا۔ بلکہ رہنمایان قوم کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ جس طرح ایک جری سے جری اور شائستہ سے شائستہ سپاہی بغیر افسر کی رہبری کے میدان جنگ میں کامیابی سے نہیں لڑ سکتا۔ اسی طرح قومی افراد باوجود مہذب اور فہمیدہ ہونے کے بھی بغیر لیڈر یا رہبر کے نہ اصلاح حال کر سکتے ہیں۔ اور نہ مصائب کا مردانہ وار مقابلہ کر سکتے ہیں۔

خوش قسمتی سے مسلمانوں کو ایک ایسا اچھا لیڈر آسمان سے مل چکا ہے۔ جس کے آگے دوسرے لیڈر کی ضرورت نہیں۔ اور وہ قرآن مجید ہے۔ ایک عرصہ تک مسلمانوں کا یہی لیڈر بنا رہا۔ میدان جنگ میں۔ سلطانی درباروں میں۔ اور بارگاہ خسروی میں مجلس علماء اور دارالعلوموں میں ہمیشہ بحیثیت لیڈر یہی قرآن پیش کیا جاتا تھا۔ اور یہی آقائے نامدار ہر امر کا فیصلہ کر دیتا تھا۔ اور اس کے فیصلہ کے آگے سب گردنیں جھکا دیتے تھے۔

علیؓ اور معاویہؓ کے جھگڑے میں یہی قرآن مجید جھنڈے پر بلند کیا گیا تھا۔ ابن عباسؓ نے اسی قرآن کو درمیان دیکے علیؓ کی جان بیس ہزار مسلح خارجیوں سے بچائی تھی۔ اسی طرح کوئی وقت۔ کوئی موقعہ۔ کوئی جگہ کوئی بات ایسی نہیں ہوئی۔ کہ قرآن مجید حکم نہ بنا ہو۔ مگر مسلمانوں میں جب علمی تنزل شروع ہوا۔ تو اُس کے ساتھ ہی خدا پرستی بھی معرض زوال میں آ گئی۔ جب یہ دونوں چیزیں اپنی انتہا پر پہنچ گئیں۔ تو قرآن مجید کی عملی تعظیم بالکل مفقود ہو گئی۔ اور اب مسلمانوں کا کوئی سر دھرا نہ رہا۔ بہت سے علماء ہوئے اور گذر گئے۔ مگر وہ سوائے مذہبی اختلاف پیدا کرنے یا مذہب کو طول وطویل بنانے کے مسلمانوں کو نہ ملکی فائدہ پہنچا سکے نہ مذہبی۔ سب کا راگ الگ تھا۔ اور سب کی دفلی علیحدہ علیحدہ۔ قوم برابر ادھر خدا پرستی میں تنزل کرتی گئی۔ ادھر خداوند تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت سلطنت ان کے ہاتھ سے نکلتی رہی۔ [illegible] ہوتے یہاں تک نوبت پہنچی۔ کہ وہ یک بینی و دوگوش بیٹھے رہ گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔"

ہماری حالت

ہمارے معزز بھائی خواجہ کمال الدین صاحب نے جو لیکچر "اسلام اور علوم جدیدہ" کے عنوان سے دیا ہے۔ اس میں آپ نے موجودہ حالت کا جو نقشہ کھینچا ہے۔ وہ قابل غور ہے۔ امید ہے تعلیم یافتہ اور عوام مسلمان غور کر کے فائدہ اٹھائیں گے۔ اور چھوٹے بڑے اپنی حالت پر نظر کر کے اصلاح کی توفیق خدا تعالیٰ سے چاہیں گے۔

"آدم کی پیدائش پر آدم کے متعلق دو باتوں کی توقع دو طرفوں سے کی گئی تھی۔ اگر خدائے تعالیٰ اس امر کا آدم سے متوقع تھا کہ اولاد آدم فرشتوں کی مسجود ہو گی۔ تو ملائکہ کی توقع وہ تھی جو اُن کے اس قول سے ظاہر ہوتی۔

اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ

کیا آدم اس لئے بنایا جاتا ہے کہ وہ دُنیا میں موجب فساد اور قتل مقاتلہ کرے۔ چلو خلیفۃ الارض کی حیثیت میں مسجود ملائکہ نہ سہی مفسد زمانہ سہی۔ یہ ہم سے کب ہو سکتا تھا۔ کہ ملائکہ جیسے وجود ہم سے ایک توقع رکھیں۔ اور ہم اُس کو پورا نہ کریں۔ کونسا فساد ہے جو ہم نہیں کرتے؟ کونسی مفسدہ پردازیاں ہیں۔ جو ہمارے بائیں ہاتھ کا کھیل نہیں؟ کونسی اصلاح ہے کہ جس کے مقابل علم مخالفت ہم بلند نہیں کرتے؟ ہم ہیں کہ قعر مذلت میں روز بروز گرتے جاتے ہیں۔ جاہلانہ زندگی سے ہم کو عار نہیں اخلاق ہمارے تباہ ہو رہے ہیں۔ معاشرت ہماری بگڑی ہوئی ہے۔ سوسائٹی ہماری بدکرداریوں کا پردہ۔ فسق وفجور کے ہم بادشاہ۔ جائیدادیں ہماری نیلام۔ وثیقہ ہمارے رہن۔ نہ غربت کا خیال۔ نہ شرافت کا احساس۔ حوالات ہیں۔ تو ہم سے معمور۔ جیل میں شاہی مہمان ہیں تو ہم۔ شراب خانہ خراب کے مربی ہیں تو ہم۔ قمار خانے کے باعث رونق ہیں تو ہم۔ جائیدادیں بکتی ہیں تو ہماری۔ وثیقوں پر اُدھار کھاتے ہیں تو ہم۔ اچھا یہ تو وہ باتیں ہیں۔ جن کے متعلق آپ میں سے تعلیم یافتہ طبقہ یہ فرمائے گا کہ یہ باتیں اُن سے تعلق رکھتی ہیں جو شائد ہماری قوم میں سے زیور علم سے معرا ہیں۔ لیکن مجھے آپ معاف فرماویں۔ اگر میں اپنے ہم چشم تعلیم یافتہ احباب سے دریافت کروں کہ کیا آپ ایک دوسرے کے مقابل پر سرپیکار نہیں؟ کیا آئے دن انجمنوں میں۔ کمیٹیوں میں۔ مجلسوں میں ہماری ذاتی غرضیں ہمیں ایک دوسرے کے مقابل نہیں لا رہی ہیں؟ کیا ہم ایک دوسرے پر الزام لگانے میں مشتاق نہیں؟ اگر اتفاقاً ہم میں سے کوئی قومی خدمت کا ذمہ لے۔ تو کیا ہم اُس پر نفسانیت کا الزام دینے کو تیار نہیں۔ ہم نہ خود کوئی کام کرتے ہیں۔ اور جو کر رہے ہیں۔ چلو ذاتی غرض سے ہی سہی۔ اُن کو کرنے نہیں دیتے۔ کیا اگر ہم میں سے کوئی گورنمنٹ کے مراحم خسروانہ کا مورد ہونے لگے تو ہم میں حسد نہیں بھڑک اٹھتا؟ اور اُس کی پبلک میں تضحیک وتذلیل کے ہم درپے نہیں ہو جاتے؟ کیا بعض وقت آفیشل سرکل میں عزت پانے کے لئے ہم قوم فروشی۔ دین فروشی۔ دوست فروشی نہیں کیا کرتے؟ اس میں شک نہیں کہ ہمارے دماغ روشن ہیں۔ اور ہم اصلاح کے لئے آئے دن انجمنوں اور ایسوسی ایشنوں کی بنیاد بھی ڈالتے ہیں۔ لیکن خدارا بتلاؤ۔ انجمنیں جو ہم بناتے ہیں قوم کو فائدہ پہنچانے کے لئے یا اپنے کلاہ عزت میں ایک پر اور لگانے کے لئے یعنی اُن دو تین چوبی عہدوں کو حاصل کرنے کے لئے کہ جس سے ہم دُنیا میں فلاں انجمن یا ایسوسی ایشن کے پریسیڈنٹ یا سکرٹری کہلائیں؟ کیا اگر چلتی ہوئی انجمنوں میں ہمیں عہدہ نہ ملے۔ تو اُن انجمنوں کی بیخکنی کر کے ہم نئی انجمنیں نہیں بنا لیا کرتے؟ بسا اوقات قومی مفاد اور قومی انٹرسٹ کو ہم نے نفسانیت کے مذبحہ پر قربان نہیں کیا۔ ہم میں کون ہے۔ جس نے قوم کی خدمت کی۔ لیکن خطاب حاصل کرنے معزز عہدہ پانے اور بڑے آدمی کہلانے کے خیال کو سر سے نکال دیا؟ ہم تعلیم پا کر بیشک چار پیسے کما لیتے ہیں۔ ہم اور ہمارے خاندانی تعلق والے خوش حال زندگی بسر کرتے ہیں۔ لیکن کیا اُس روپیہ میں قوم کا بھی کوئی حصہ ہے؟

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

حروب صلیبی کے تذکروں میں متعصب مورخین نے دروغ بافیوں کی انتہا کر دی۔ بارے انگلستان کی ایک روشن خیال جماعت نے واقعات کے چہرے سے پردہ اٹھانے کے لئے ایک منصفانہ کتاب لکھکر مسلمانوں پر احسان کیا جس کا ترجمہ ماہوار

الناظر

میں شائع ہوتا ہے۔ جو صرف عہ سالانہ میں اعلیٰ درجہ کے علمی تاریخی۔ فلسفی۔ تمدنی۔ اخلاقی اور ادبی مضامین نظم ونثر کے

اسی صفحہ

بالالتزام ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔ نمونہ کا پرچہ ۱ر کے ٹکٹ آنے پر بھیجا جاتا ہے۔

منیجر رسالہ الناظر لکھنؤ

اسلامی تعلیم کی فلاسفی

نمبر ۲

غرض گمراہ مسافر کا یہ دعویٰ سراسر باطل ہے کہ قرآن مجید کی آیات مختصر اور ان کا مطلب پیچیدہ اور مہمل اور بے معنی ہے اور یہ دعویٰ بھی محض لغو ہے کہ مسلمانوں کے مذہب کا مدار زیادہ تر کتب احادیث ہی پر ہے۔ اس کے بعد ایک اور دعویٰ گمراہ مسافر نے کیا ہے۔ کہ عام مسلمان قرآن کو سمجھ بھی نہیں سکتے۔ اس دعویٰ کی بیہودگی بھی دکھائی جا چکی ہے۔ اب قبل اس کے کہ ہم آگے چلیں۔ اور اسلامی تعلیم کی فلاسفی پبلک کے سامنے رکھیں۔ مختصراً یہ دکھانا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو اعتراض اس نے قرآن کریم پر کئے ہیں۔ دراصل ان کا اصل مستحق وہ وید ہے۔ جس سے دُنیا محض ناواقف ہے۔

قرآن مجید تو ایک ایسی کتاب ہے۔ جس کے ہزاروں نہیں لاکھوں حافظ دُنیا کے ہر حصّہ اور ہر قطعہ میں موجود ہیں۔ باوجودیکہ ان کی اپنی زبانیں بالکل جدا ہیں۔ لیکن

قرآن کریم کے حفظ میں سب برابر ہیں

وہ نظارہ کیسا شاندار ہو سکتا ہے۔ جبکہ ایک ترک۔ ایک عرب۔ ایک چینی۔ ایک افغان۔ ایک ایرانی۔ ایک کشمیری۔ ایک برھمی اور ایک ھندی مسلمان اپنی مختلف زبانیں رکھتے ہوئے بھی خدا کے کلام کو ایک ہی طریق پر پڑھتے ہیں۔ کیا وید کے حامل یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ باوجودیکہ ان کے خیال کے موافق یہ گیان دُنیا کے آغاز میں جس پر بقول انکے ایک ارب سے زیادہ عرصہ گذر گیا۔ دُنیا کو دیا گیا۔ مگر اسقدر عرصہ کے اندر اس کلام کا ایک بھی حافظ موجود نہیں۔ یہ ایک ایسا شاندار امتیاز ہے۔ جو

دُنیا کی کسی مذہبی کتاب کو حاصل نہیں

کہ اُس کے ماننے والے باوجود مختلف زبانوں کے رکھنے کے اس کو اصلی زبان میں پڑھتے ہوں۔ پھر اس کے بعد ایک اور امر قابل غور ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ قرآن مجید کے فہم اور اس کی زبان کے سمجھنے کا مذاق مسلمانوں میں اسقدر ہے کہ ایک جاہل سے جاہل مسلمان بھی جو روزمرّہ کی ضروریات کے متعلق دعائیں یا کلمات کو جانتا ہے۔ وہ گویا قرآن مجید کا بہت سا حصّہ سمجھ لیتا ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حاملان وید اس امتیاز کے مقابلہ میں وید کو لا سکتے ہیں؟ اس کا جواب صاف لفظوں میں ہے۔ کہ ھرگز نہیں۔ ویدوں کی زبان کے متعلق اب تک یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ مردہ زبان ہے۔ اور کہیں بولی نہیں جاتی۔ ایسی حالت میں کہ جس کتاب کی زبان مردہ ہو۔ اور اس کا مذاق بھی دُنیا سے اُٹھ گیا ہو۔ پھر ویدوں کا مفہوم جسقدر مشکل نہیں بلکہ ناممکن ہو سکتا ہے۔ وہ ایک مخفی امر ہے۔ ضد اور ہٹ امر دیگر ہے۔ لیکن ان واقعات کی موجودگی میں یہ نتیجہ ایسا صاف ہے کہ کوئی اہل عقل اس کو تسلیم کئے بدوں نہیں رہ سکتا۔

اس میں شک نہیں کہ ہر آریہ کے لئے وید کا پڑھنا پڑھانا اور سُنتا سُنانا فرض اوّلین قرار دیا گیا ہے۔ مگر اس فرض کی تعمیل ایسی ہی ہے۔ جیسے ایک سچے آریہ کا چار سَو برس عمر پانا لکھا ہے۔

نہ نو من تیل ہوئے نہ رادھا ناچے

جیسے کوئی آریہ اس معیار عمر پر پورا نہیں اُتر سکتا۔ اسی طرح اس آریہ سماج کے اصول نمبر ۳ پر پورا اُترنا بھی آریوں کے لئے مرگ موت کا اختیار کرنا ہے۔ مجھے ضرور نہیں کہ مَیں اپنے اس دعویٰ کو خارجی دلائل سے ثابت کرنے کی کوشش کروں۔ بلکہ مَیں اس کو بعض تازہ اندرونی شہادتوں سے موکد کرتا ہوں۔

اندر کی رائے

آریہ سماج کے معزز آرگن اندر مورخہ ۔ جنوری ۱۹۱۲ء میں لکھتا ہے کہ

"وید ستیہ ودیاؤں کا پستک ہے۔ وید کا پڑھنا پڑھانا اور سُننا سُنانا سب آریوں کا پرم دھرم ہے۔ یہ آریہ سماج کا تیسرا اصول ہے۔ اس میں شک نہیں کہ آریہ سماج میں جو شخص داخل ہونا چاہتا ہے۔ اس سے کم از کم یہ اُمید کی جاتی ہے۔ کہ وہ اس اصول کو پڑھ لے۔ اور اگر وہ آریہ سماج کا ممبر اور سبھا سد بننا چاہے۔ تو آریہ سماج کے دس اصولوں پر دستخط کرتے وقت اس اصول پر بھی دستخط کرے۔ جس کا دوسرا مطلب یہ ہے۔ کہ ہر ایک وہ شخص جو آریہ سماجی ہے۔ وہ اخلاقی طور پر اس بات کا اقرار نامہ یا پرتگیا داخل کر چکا ہے۔ کہ وہ ویدوں کو پڑھیگا اور سُنیگا۔ اور اگر ممکن ہو تو وہ دوسروں تک بھی ویدوں کا پیغام پہونچائیگا۔ اور سُنائیگا۔ اگر زیادہ وسیع معنوں میں ہم اس اقرار نامہ پر وچار کریں۔ تو ہم اس نتیجہ پر پہونچنے کے لئے مجبور ہوں گے۔ کہ ہر ایک آریہ سماجی جو کہ دیکھ بھال کر اس عہد نامہ پر دستخط کر چکا ہے۔ وہ ویدوں کو پڑھتا پڑھاتا اور سُنتا سُناتا ہے۔ اور کہ اس وقت جا بجا آریہ سماجیوں کے گھروں میں ٹھیک اسی طرح ویدوں کا پاٹھ ہو رہا ہے جس طرح کہ عیسائیوں کے ہاں بائیبل کا یا مسلمانوں کے ہاں صبح کے وقت قرآن شریف کا مطالعہ کیا جاتا ہو۔ لیکن یہ محض ایک فرضیت کا نقشہ ہے۔ اگر ہم واقعات کی بنا پر بحث کرنے لگیں۔ تو ہمیں بالکل اس کے برعکس نظارہ دیکھنے میں آئیگا۔ اگر یہ کہا جائے کہ فی صدی ایک بھی آریہ سماجی مشکل سے نکلیگا۔ جو ویدوں کا مطالعہ براہ راست تو ایک طرف رہا۔ سوامی دیانند کے بھاشیہ کا بھی باقاعدہ مطالعہ کرتا ہو۔ تو اس میں کسی قسم کا مبالغہ نہیں ہوگا۔ یا دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ تمام آریہ بھائی جو آریہ سماج میں داخل ہوتے وقت اس کے اصولوں پر دستخط کرتے ہوئے ویدوں کا پڑھنا پڑھانا اور سُننا سُنانا اپنا دھرم تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن اس پرتگیا یا اقرار نامہ کو ایک دن کے لئے بھی پورا نہیں کرتے۔ وہ گویا اس بات کا ثبوت دیتے ہیں۔ کہ وہ آریہ سماج کے اس اصول کو اتنی بھی وقعت نہیں دیتے۔ جتنی کہ ایک معمولی دوکاندار اپنی بہی کھاتے کی کتاب کو وقعت دیتا اور روزمرّہ اس کی جانچ پڑتال کرتا رہتا ہے۔"

صرف اس قدر کہہ دینے سے کہ یہ دھرمپال کی رائے ہے جو آریہ سماج کا دشمن ہے۔ ہمارے آریہ بھائیوں کی مخلصی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ یہ عذر گناہ بدتر از گناہ ہوگا۔ واقعات نفس الامری کا جواب محض نسبت یا عداوت کے جذبات سے نہیں دیا جا سکتا۔ اور جب تک دھرمپال آریہ سماج کے اصولوں سے بیزاری اور نفرت کا اظہار کر کے اس سے الگ نہیں ہو جاتا۔ اس کو آریہ سماج کا دُشمن کہنا محض لغو امر ہے۔

بہرحال مجھے اس سے بحث نہیں۔ اگر یہ رائے غلط اور خلاف واقعہ ہے تو مُسافر کو واقعات کے ساتھ اس کی تردید کرنی چاہیئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو الزام وہ قرآن مجید کے متعلق لگاتا تھا۔ کہ مسلمان قرآن کو سمجھ بھی نہیں سکتے۔ یہ خود وید پر عاید ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کی زبان مردہ اور اس کے پڑھنے پڑھانے کا رواج متروک ہو چکا ہے۔

اندر چندر کی رائے

اس سے بھی بڑھ کر عجیب بات یہ ہے کہ ابھی ابھی ۱۱ ماگھ سمت ۱۹۶۸ کے ست دھرم پرچارک میں جو آریہ سماج کے لیڈر لالہ منشی رام جی کا اخبار ہے اور جس کے ایڈیٹر گوروکل کانگڑی کے وہ نونہال ہیں جنہوں نے پورن برہمچاری رہ کر گوروکل کا کورس پورا کیا ہے اور جو اب وہاں سے سناتک کی ڈگری لیکر نکلے ہیں۔ اندر چندر سناتک نے اس میں لکھدیا ہے کہ

"ویدوں کا مول سے سمجھنا ابھی تک اتنا ہی کٹھن ہے جتنا رشی کے سمے تھا۔۔۔۔۔۔ ویدوں کے سمجھنے کے لئے ابھی تک ہمارے پاس وہ سارے سادھن (اسباب) موجود نہیں۔ جن سے وید ویسے ہی سمجھے جا سکیں جیسے اُپنشد بن سمجھی جا سکتی ہیں"

اس رائے کی موجودگی میں اب یہ کہنا کچھ بھی مشکل نہیں۔ کہ ویدوں کا اصل مطالب سمجھنے والا ابھی تک ایک بھی نہیں بلکہ سناتک اندر چندر کی رائے کے موافق سوامی دیانند جی مہاراج بھی گویا ویدوں کے ماہر نہ تھے۔ کیونکہ ان کے زمانہ میں جو مشکلات وید کے سمجھنے میں تھیں۔ وہی اب بھی موجود ہیں۔ اور سوامی دیانند جی سے پہلے کا زمانہ تو ویدوں کے لئے ایک تیرہ و تار رات کا زمانہ قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ حالت یہاں تک پہنچی ہوئی ہے۔ کہ ویدوں کے سمجھنے کے سامان اور اسباب ہی اس وقت موجود نہیں۔ اور اس کے اصل مطالب و مفہوم کا سمجھنا مشکل ہو رہا ہے تو یہ کہنا بالکل درست ہے کہ

وید تاریکی میں ہیں

مَیں سردست ان دو شہادتوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ اگر گمراہ مسافر نے اس دعویٰ کی تغلیط کی۔ تو خدا کے فضل و کرم سے ان مشکلات کو آریہ سماج کی اپنی تحریروں سے ثابت کر دیا جائیگا۔ جو ویدوں کے اصل مطالب کے سمجھنے کی راہ میں حائل ہیں۔ اب جبکہ یہ ثابت ہو گیا۔ کہ خود وہ مشکلات ویدوں ہی کے متعلق ہیں۔ اور اسی لئے برہمچاری اندر چندر نے اعلان کر دیا ہے کہ

اسلامی تعلیم کی فلاسفی

نمبر ۲

غرض گمراہ مسافر کا یہ دعویٰ سراسر باطل ہے کہ قرآن مجید کی آیات مختصر اور ان کا مطلب پیچیدہ اور مہمل اور بے معنی ہے اور یہ دعویٰ بھی محض لغو ہے کہ مسلمانوں کے مذہب کا مدار حدیث ہی پر ہے۔ اس کے بعد ایک اور دعویٰ گمراہ مسافر نے یہ کیا ہے کہ مسلمان قرآن کو سمجھ بھی نہیں سکتے۔ اس دعویٰ کی بیہودگی بھی دکھائی جا چکی ہے۔ اب قبل اس کے کہ ہم آگے چلیں۔ اور اسلامی تعلیم کی فلاسفی پبلک کے سامنے رکھیں۔ مختصراً یہ دکھانا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو اعتراض اس نے قرآن کریم پر کئے ہیں۔ دراصل ان کا اصل مستحق وہ وید ہے۔ جس سے دنیا محض ناواقف ہے۔

قرآن مجید تو ایک ایسی کتاب ہے۔ جس کے ہزاروں نہیں لاکھوں حافظ دنیا کے ہر حصہ اور ہر قطعہ میں موجود ہیں۔ باوجودیکہ ان کی اپنی زبانیں بالکل جدا ہیں۔ لیکن

قرآن کریم کے حفظ میں سب برابر ہیں

وہ نظارہ کیسا شاندار ہو سکتا ہے۔ جبکہ ایک ترک۔ ایک عرب۔ ایک چینی۔ ایک افغان۔ ایک ایرانی۔ ایک کشمیری۔ ایک برہمی اور ایک ہندی مسلمان اپنی مختلف زبانیں رکھتے ہوئے بھی خدا کے کلام کو ایک ہی طریق پر پڑھتے ہیں۔ کیا وید کے حامل یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ باوصفیکہ ان کے خیال کے موافق یہ گیان دنیا کے آغاز میں جس پر بقول انکے ایک ارب سے زیادہ عرصہ گزر گیا۔ دنیا کو دیا گیا۔ مگر اسقدر عرصے کے اندر اس کلام کا ایک بھی حافظ موجود نہیں۔ یہ ایک ایسا شاندار امتیاز ہے۔ جو

دنیا کی کسی مذہبی کتاب کو حاصل نہیں

کہ اس کے ماننے والے باوجود مختلف زبانوں کے رکھنے کے اس کو اصلی زبان میں پڑھتے ہوں۔ پھر اس کے بعد ایک اور امر قابل غور ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ قرآن مجید کے فہم اور اس کی زبان کے سمجھنے کا مذاق مسلمانوں میں اسقدر ہے کہ ایک جاہل سے جاہل مسلمان بھی جو روزمرہ کی ضروریات کے متعلق دعاؤں یا کلمات کو جانتا ہے۔ وہ گویا قرآن مجید کا بہت سا حصہ سمجھ لیتا ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حاملان وید اس امتیاز کے مقابلہ میں وید کو لا سکتے ہیں؟ اس کا جواب صاف لفظوں میں ہے۔ کہ ہرگز نہیں۔ ویدوں کی زبان کے متعلق اب تک یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ مردہ زبان ہے۔ اور کہیں بولی نہیں جاتی۔ ایسی حالت میں کہ جس کتاب کی زبان مردہ ہو۔ اور اس کا مذاق بھی دنیا سے اُٹھ گیا ہو۔ پھر ویدوں کا مفہوم جسقدر مشکل نہیں بلکہ ناممکن ہو سکتا ہے۔ وہ ایک یقینی امر ہے۔ ضد اور ہٹ امر دیگر ہے۔ لیکن ان واقعات کی موجودگی میں یہ نتیجہ ایسا ہے کہ کوئی اہل عقل اس کو تسلیم کئے بدوں نہیں رہ سکتا۔

اس میں شک نہیں کہ ہر آریہ کے لئے وید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا فرض اولین قرار دیا گیا ہے۔ مگر اس فرض کی تعمیل ایسی ہی ہے۔ جیسے ایک سچے آریہ کا چار سو برس عمر پانا لکھا ہے۔

نہ نو من تیل ہو نہ رادھا ناچے

جیسے کوئی آریہ اس معیار عمر پر پورا نہیں اتر سکتا۔ اسی طرح اس آریہ سماج کے اصول نمبر ۳ پر پورا اترنا بھی آریوں کے لئے سُرخ موت کا اختیار کرنا ہے۔ مجھے ضرور نہیں۔ کہ میں اپنے اس دعویٰ کو خارجی دلائل سے ثابت کرنے کی کوشش کروں۔ بلکہ میں اس کو بعض تازہ اندرونی شہادتوں سے مؤکد کرتا ہوں۔

اندر کی رائے آریہ سماج سے سرپرہ گ۔ اندر مورخہ ۵- جنوری ۱۹۱۲ء میں لکھتا ہے کہ

"وید سب ودیاؤں کا پستک ہے۔ وید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا سب آریوں کا پرم دھرم ہے۔ یہ آریہ سماج کا تیسرا اصول ہے۔ اس میں شک نہیں کہ آریہ سماج میں جو شخص داخل ہونا چاہتا ہے۔ اس سے کم از کم یہ امید کی جاتی ہے۔ کہ وہ اس اصول کو پڑھ لے۔ اور اگر وہ آریہ سماج کا ممبر اور سبھا سد بننا چاہے۔ تو آریہ سماج کے دس اصولوں پر دستخط کرتے وقت اس اصول پر بھی دستخط کرے۔ جس کا دوسرا مطلب یہ ہے۔ کہ ہر ایک وہ شخص جو آریہ سماجی ہے۔ وہ اخلاقی طور پر اس بات کا اقرار نامہ یا بیج داخل کر چکا ہے۔ کہ وہ ویدوں کو پڑھیگا اور سُنیگا۔ اور اگر ممکن ہو تو وہ دوسروں تک بھی ویدوں کا پیغام پہونچائیگا۔ اور سُنائیگا۔ اگر زیادہ وسیع معنوں میں ہم اس اقرار نامہ پر وچار کریں۔ تو ہم اس نتیجہ پر پہونچنے کے لئے مجبور ہوں گے۔ کہ ہر ایک آریہ سماجی جو کہ دیکھ بھال کر اس عہد نامہ پر دستخط کر چکا ہے۔ وہ ویدوں کو پڑھتا پڑھاتا اور سُنتا سُناتا ہے۔ اور کہ اس وقت جابجا آریہ سماجیوں کے گھروں میں ٹھیک اسی طرح ویدوں کا پاٹھ ہو رہا ہے جس طرح کہ عیسائیوں کے ہاں بائیبل کا یا مسلمانوں کے ہاں صبح کے وقت قرآن شریف کا مطالعہ کیا جاتا ہو۔ لیکن یہ محض ایک فرضیت کا نقشہ ہے۔ اگر ہم واقعات کی بنا پر بحث کرنے لگیں۔ تو ہمیں بالکل اس کے برعکس نظارہ دیکھنے میں آئیگا۔ اگر یہ کہا جائے کہ فی صدی ایک بھی آریہ سماجی مشکل سے نکلیگا۔ جو ویدوں کا مطالعہ براہ راست تو ایک طرف رہا۔ سوامی دیانند کے بھاشیہ کا بھی باقاعدہ مطالعہ کرتا ہو۔ تو اس میں کسی قسم کا مبالغہ نہیں ہوگا۔ یا دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ تمام آریہ بھائی جو آریہ سماج میں داخل ہوتے وقت اس کے اصولوں پر دستخط کرتے ہوئے ویدوں کا پڑھنا پڑھانا اور سُننا سُنانا اپنا دھرم تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن اس بیج یا اقرار نامہ کو ایک دن کے لئے بھی پورا نہیں کرتے۔ وہ گویا اس بات کا ثبوت دیتے ہیں۔ کہ وہ آریہ سماج کے اس اصول کو اتنی بھی وقعت نہیں دیتے۔ جتنی کہ ایک معمولی دکاندار اپنی بہی کھاتے کی کتاب کو وقعت دیتا اور روزمرہ اس کی جانچ پڑتال کرتا رہتا ہے۔"

صرف اس قدر کہہ دینے سے کہ یہ دھرمپال کی رائے ہے جو آریہ سماج کا دشمن ہے۔ ہمارے آریہ بھائیوں کی مخلصی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ یہ عذر گناہ بدتر از گناہ ہوگا۔ واقعات نفس الامری کا جواب محض محبت یا عداوت کے جذبات سے نہیں دیا جا سکتا۔ اور جب تک دھرمپال آریہ سماج کے اصولوں سے بیزاری اور نفرت کا اظہار کر کے اس سے الگ نہیں ہو جاتا۔ اس کو آریہ سماج کا دشمن کہنا محض لغو امر ہے۔

بہرحال مجھے اس سے بحث نہیں۔ اگر یہ رائے غلط اور خلاف واقعہ ہے تو مسافر کو واقعات کے ساتھ اس کی تردید کرنی چاہئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو الزام وہ قرآن مجید کے متعلق لگاتا تھا۔ کہ مسلمان قرآن کو سمجھ بھی نہیں سکتے۔ یہ خود وید پر عاید ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کی زبان مردہ اور اس کے پڑھنے پڑھانے کا رواج متروک ہو چکا ہے

اندر چندر کی رائے اس سے بھی بڑھ کر عجیب بات یہ ہے کہ ابھی ابھی ۱۱ ماگھ سمبت ۱۹۶۸ کے ست دھرم پرچارک میں جو آریہ سماج کے لیڈر لالہ منشی رام جی کا اخبار ہے اور جس کے ایڈیٹر گوروکل کانگڑی کے وہ نونہال ہیں جنہوں نے پورنا برہمچاری رہ کر گوروکل کا کورس پورا کیا ہے اور جواب وہاں سے سناتک کی ڈگری لیکر نکلے ہیں۔ اندر چندر سناتک نے اس میں لکھدیا ہے کہ

"ویدوں کا مول سے سمجھنا ابھی تک اتنا ہی کٹھن ہے جتنا رشی کے سمے تھا۔ ...... ویدوں کے سمجھنے کے لئے ابھی تک ہمارے پاس وہ سارے سادھن ابھتت (موجود) نہیں۔ جن سے وید ویسے ہی سمجھے جا سکیں جیسے اُپنشدیں سمجھی جا سکتی ہیں"

اس رائے کی موجودگی میں اب یہ کہنا کچھ بھی مشکل نہیں۔ کہ ویدوں کا اصل مطالب سمجھنے والا ابھی تک ایک بھی نہیں بلکہ سناتک اندر چندر کی رائے کے موافق سوامی دیانند جی مہاراج بھی گویا ویدوں کے ماہر نہ تھے۔ کیونکہ ان کے زمانہ میں جو مشکلات وید کے سمجھنے میں تھیں۔ وہی اب بھی موجود ہیں۔ اور سوامی دیانند جی سے پہلے کا زمانہ تو ویدوں کے لئے ایک تیرہ تار رات کا زمانہ قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ حالت یہاں تک پہنچی ہوئی ہے۔ کہ ویدوں کے سمجھنے کے سامان اور اسباب ہی اس وقت موجود نہیں۔ اور اس کے اصل مطالب و مفہوم کا سمجھنا مشکل ہو رہا ہے تو یہ کہنا بالکل درست ہے کہ

وید تاریکی میں ہیں

میں سردست ان دو شہادتوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ اگر گمراہ مسافر نے اس دعویٰ کی تغلیط کی۔ تو خدا کے فضل و کرم سے ان مشکلات کو آریہ سماج کی اپنی تحریروں سے ثابت کر دیا جائیگا۔ جو ویدوں کے اصل مطالب کے سمجھنے کی راہ میں حائل ہیں۔ اب جبکہ یہ ثابت ہو گیا۔ کہ خود وہ مشکلات ویدوں ہی کے متعلق ہیں۔ اور اسی لئے برہمچاری اندر چندر نے اعلان کر دیا ہے کہ

"تب یدی کوئی ایسا دھرم گرنتھ ہے جس کے مول ماتر کو پڑھ کر منش دھرم گر سکتا ہے یا نہ کر سکتا ہے۔ تو وہ آپ نشٹ ہیں"

اس اعلان کے بعد آریوں کے ہاتھ میں ویدوں کا جو کچھ رہ جاتا ہے۔ وہ ناظرین خود سمجھ لیں۔ مجھے تشریح کی ضرورت نہیں ایسی حالت میں ویدک تعلیم کی فلاسفی کیا ہوگی۔ اب جب کر ویدوں کی پوزیشن قرآن مجید کے مقابلہ میں دکھائی جا چکی ہے۔ میں اس تعلیم پر توجہ کرتا ہوں۔ جو گمراہ مسافر نے اپنے خیال میں بر تم استہزا پیش کی ہے۔

مسافر کا ایک اور بے دلیل دعوی

میں نے اوپر دکھایا ہے کہ قرآن مجید کے متعلق جو دعاوی مسافر نے کئے تھے۔ وہ محض بے دلیل اور دل آزاری کے لئے تھے۔ اب اس کا ایک اور دعوی بلا دلیل بھی سن لو۔ وہ کہتا ہے کہ "محض اس نیت سے کہ ان چند اسلامی احادیث کی فلاسفی کا جنہیں ہمارے بھائیوں نے چند شاستروں کی جگہ اپنے لئے مانیہ مقرر کیا ہوا ہے۔ اصل شاستروں کی فلاسفی سے مقابلہ کر کے ہندو مسلمان ستیہ کا گرہن اور استیہ کا تیاگ کریں۔" یہ ایک دعوی ہے۔ جس کا مفہوم صاف لفظوں میں یہی ہے کہ مسافر اسلامی اور ہندو شاستروں کی تعلیم کو بالمقابل رکھ دیگا۔ مگر جب موقعہ آتا ہے۔ تو خاموشی سے گذر جاتا ہے۔ مقابلہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ اسلامی تعلیم کے مقابلہ میں ویدک تعلیم پیش کرتا۔ مگر اس کو تو چھپاتا ہے۔ ناظرین خود دیکھ سکتے ہیں۔

گناہ بھی پانی سے دھل جاتے ہیں

جامع ترمذی میں ایک حدیث ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب مسلمان یا مومن آدمی وضو کرتا ہے اور اپنا منہ دھوتا ہے۔ تو اس کے منہ سے تمام ایسے گناہ جن کی طرف سے اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا پانی کے ساتھ یا آخر قطرہ پانی کے ساتھ خارج ہو جاتے ہیں الآخرہ اس حدیث کو مسافر نے درج کیا ہے۔ اور اپنے خیال میں یہ سمجھا ہے۔ کہ اس کے ناظرین میں کوئی بھی صاحب عقل نہیں۔ اس لئے وہ اس کو پڑھ کر ہنسیں گے۔ لیکن اگر مسافر اور اس کے ناظرین میں کچھ بھی اخلاقی حس ہے اور وہ سچائی کو قبول کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ تو جو کچھ بھی اس کی حقیقت میں بیان کرتا ہوں۔ وہ اس پر غور کریں۔ اور اگر وہ اس پر پھر بھی کوئی اعتراض کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کا اخلاقی فرض ہے۔ کہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے۔ اس کو تمام و کمال درج کرے۔ وضو کی یہ حدیث دراصل

طہارت جسمانی کا شوق دلاتی ہے۔

طہارت جسمانی اور روحانی

اور طہارت جسمانی ایک ایسی ضرورت ہے کہ بجز گندہ فطرت انسان کے کوئی اس کا انکار نہیں کر سکتا اسلام جو کہ ہر قسم کی لطافت اور نظافت کی تعلیم کرتا ہے اور اس کی غرض تزکیہ نفوس ہے۔ اس لئے اس نے اصل مقصد کو تزکیہ جسمانی سے شروع کیا ہے۔ کیونکہ انسان مرکب ہے جسم اور روح کا۔ اور ان دونوں کا باہم ایسا تعلق ہے۔ کہ ایک کا اثر دوسرے پر پڑتا ہے۔ اور طہارت کی بھی اسی لحاظ سے دو قسمیں ہوتی ہیں۔

طہارت جسمانی اور روحانی

پس بدن اور لباس اور مکان کو گندگی اور میل کچیل اور ہر قسم کی نجاست سے پاک رکھنا جسمانی طہارت ہے اور ہر قسم کے بیہودہ عقیدہ اور خیالات بد اور اخلاق ذمیمہ سے بچانا روحانی طہارت اور انسان کی تکمیل اور اصلاح کے لئے دونوں قسم کی طہارت کی ضرورت ہے۔ اس ضرورت سے صرف وہ شخص انکار کر سکتا ہے۔ جس کی فطرت میں خبث اور ناپاکی ہو۔ اور اس کی طینت میں بجائے طہارۃ کے نجاست کی آمیزش ہو۔ اسلام چونکہ ایک پاک مذہب ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں

ایک کامل مزکی کی صورت میں آئے تھے

اس لئے آپ نے جو تعلیم دی ہے۔ وہ پاکیزگی اور طہارۃ پر موقوف رکھی گئی ہے۔ اسی ایک بسر کو نہ سمجھنے کی وجہ سے احمقوں نے اس پر اعتراض کئے ہیں۔ کاش وہ دل رکھتے اور طبع سلیم لیکر سوچتے تو انہیں معارف و حقائق کے خزانے نظر آتے۔ غرض انسان کو طہارت کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالی نے جو عزیز و حکیم ہے طہارۃ کے اس فطرتی تقاضے کو مختلف صورتوں سے پورا کیا ہے۔ انسان کے اندر ایک ایسا سلسلہ رکھا ہے۔ کہ وہ نفیس اور ممد حیات اجزاء کو بنا اور خبیث اور مضر مادوں کو دور کر رہا ہے۔ اس نظام میں کہیں بول و براز کے راستہ سے۔ کہیں پسینے کے ذریعہ سے۔ کہیں اور راستوں سے وہ گندگیاں اور نجاستیں دور ہو رہی ہیں۔ جو اس کی رگ جان کو کاٹ دینے والی تھیں۔ یہاں تک کہ نفس کی آمد و شد میں یہی امر داخل ہے۔ جو سانس اندر سے آتا ہے وہ کاربن کو باہر نکالتا ہے جس سے کثافت پیدا ہوتی ہے اور جو اندر جاتا ہے وہ تازہ ہوا کو جو مایہ حیات ہے۔ اندر لے جاتا ہے۔ اس طرح پر

یہ قدرتی سامان طہارت کا ہے

جس طرح پر یہ جسمانی طہارت کا قدرتی ذریعہ ہے۔ اسی طرح سے روحانی پاکیزگی کے لئے بھی مضاربہ قوی کا ایک خاص نظام کام کرتا ہے۔ یہ موقعہ نہیں کہ فلسفہ قوی پر میں بحث کروں۔ غرض یہ ایک ایسا نظام ہے جو ہر آن اور ہر لحظہ انسان کے اندر جاری ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ طہارۃ ایک لازمی امر ہے اور تزکیہ نفس کے لئے طہارت جسمانی ایک غیر منفک امر ہے۔ دنیا کی کوئی قوم کوئی مذہب۔ کوئی کتاب ایسی نہیں۔ جس نے جسمانی طہارت کی عبادت کے لئے شرط نہ لگائی ہو۔ اور یہ ایک ایسا بدیہی امر ہے۔ کہ ہمارے مشاہدہ میں ہر روز آتا ہے۔ ایک آریہ بھی سندھیا کرنے کے لئے ہاتھ منہ دھونا جو وضو ہی کی ایک قسم ہے۔ ضروری سمجھتا ہے۔ اور یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک طرف وہ پاخانے میں بیٹھا ہوا ہو۔ اور ساتھ گایتری کا منتر پڑھتا ہو۔

پھر مجھے تعجب ہے۔ کہ ہندوستان جیسے ملک میں جہاں ہر روز نہانا فرائض مذہب میں داخل کیا گیا ہو۔ وضو پر اعتراض کیا جاوے۔ اس سے بڑھ کر خیرہ سری کا ثبوت کیا ہوگا؟ بہرحال اس امر کو ہرگز ذہن سے دور نہیں کرنا چاہئے۔ کہ انسان بالطبع نظافت پسند ہے اور

اس کی بناوٹ گندگی کو دور کرنے کا سامان رکھتی ہے

اسی اصل پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (جو دنیا میں دین قویم لیکر آئے تھے۔ جس کا دوسرا نام فطرۃ اللہ بھی ہے) پاکیزگی اور طہارۃ کی تعلیم دی ہے۔ اور یہ وضو اسی حقیقت کو ظاہر کرتا ہے۔ جس پر نادان مسافر ہنسی اڑاتا ہے رہی یہ بات کہ کیا

پانی سے گناہ دور ہو جاتے ہیں

اس بات کا سمجھنا کچھ بھی مشکل نہیں۔ بشرطیکہ دیدہ دوربین اور فطرت سلیم ہو۔ گناہ کیا چیز ہے؟ مختصر الفاظ میں اس کا مفہوم یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ہر فعل یا ترک فعل جو اللہ تعالی کے قولی یا فعلی حکم کے خلاف کیا جاوے اور جو کسی تکلیف کا موجب ہو۔ دکھ گناہ کا نتیجہ ہے۔ پس جو چیز اس دکھ یا تکلیف کو دور کرتی ہے۔ وہ لازماً اس گناہ کا ازالہ کرتی ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کیا وضو سے فی الحقیقت آنکھ منہ۔ ناک وغیرہ کے گناہ دور ہو جاتے ہیں؟

وضو کا فلسفہ طبی نظر سے

یہ مسلم امر ہے کہ وضو کے بغیر نماز ہو ہی نہیں۔ اب غور کرو کہ وضو میں جن اعضاء اور جوارح کو دھویا جاتا ہے۔ ان کا دھویا جانا کیسا ضروری ہے۔ چہرہ۔ ہاتھ۔ پاؤں ہی ایسے حصے ہیں۔ جن پر زیادہ گرد و غبار پڑتا رہتا ہے اور میل کچیل جمع ہوتی ہے۔ ہر وقت برہنہ رہنے کی وجہ سے ہر قسم کی کثافت ان پر لگتی ہے۔ جس سے مسام بند ہو کر کئی قسم کے امراض پیدا ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔ مگر یہ کیسا کمال اسلام کا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کم و بیش پانچ مرتبہ ان کے دھوئے جانے کا حکم دیا۔ اب کوئی سلیم الفطرت بتلائے کہ وہ تکالیف وہ امراض جو ان کثافتوں کی وجہ سے پیدا ہو سکتی تھیں ان سے نجات ملی یا نہیں۔ پھر گناہوں کے دور ہونے میں کیا شبہ رہا؟ ماسوا اس کے خراب۔ متعفن۔ گیسیں اور بعض امراض کے اجزاء اور جراثیم ہوا کے ساتھ ناک۔ منہ کے اندر پہنچتے رہتے ہیں۔ اس لئے ہر وضو میں ناک کو اندر سے دھونا اور غرغرہ کرنا وضو کا ایک جزو قرار پایا۔ ناک کے اندر جو ذرات جمع ہو جاتے ہیں پانچ مرتبہ دن میں اس کو دھونے سے نہ صرف وہ ذرات جمع نہیں ہونے پاتے۔ بلکہ وہ مواد اور غلاظت جو ناک کے ذریعہ نکلتی ہے صاف ہوتی رہتی ہے اور اس طرح پر ناک کے ذریعہ جو کام انسانی صحت کے لئے جان بخش ہوتا ہے۔ وہ نہایت عمدہ طرح پر ہوتا ہے۔ اور اس طرح پر بجز کسی احمق کے کون کہہ سکتا ہے کہ ناک کے گناہ وضو سے دور نہیں ہوتے۔

منہ کے اندر جو کثافت جمع ہو۔ اس کے لئے کلی کرنا اور مسواک تجویز کیا اور اسی لئے مسواک کے متعلق بڑی تاکید اور فضیلت بیان کی۔ اور مسواک کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل در آمد تھا کہ آپ تاکید کرتے ... مسواک پسند فرماتے۔ اس میں یہ سر ہے۔ کہ اس کی تلخی منہ کے لعاب کثرت سے نکال کر تمام ان نالیوں کو جو منہ کے اندر ہیں

جاپان میں نیّرِ اسلام کا طلوع

۱۰ - ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۹ھ (۳۰ دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء) کا دن بیسویں صدی کی اسلامی تاریخ میں آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے اس لئے کہ اس تاریک دور میں جبکہ مادہ پرستی کی کالی گھٹائیں ہمارے چاروں طرف چھا رہی ہیں اور ایمان و روحانیت کو گویا نہ توت کی ظلمت نے دبا رکھا ہے ہم اسلام کے آفتاب کو ایک ایسی سرزمین سے نکلتا ہوا دیکھتے ہیں جس کے باشندوں نے یورپ کی ایک بہت بڑی زبردست سلطنت کے غرور کو خاک میں ملا کر دنیا پر اپنی ہیبت اور عظمت کا سکہ جما دیا ایک عرصہ سے اسلامی دنیا کی آنکھیں جاپان کیطرف لگی ہوئی تھیں اور ایک مدت سے یہ آواز ہمارے کان میں پڑ رہی تھی کہ جاپان میں اسلام کی اشاعت کے لئے بعض خدائی طاقتیں کام کر رہی ہیں لیکن کوئی روشن دلیل اور کوئی بین نشانی ہمارے پاس ایسی موجود نہ تھی جسے پیش کر کے ہم اپنے بھائیوں کو بتا سکتے کہ وہ خدا جس نے خلافت عباسیہ کے انتزاع کے بعد فتنہ تاتار کو اسلام کے عروج کا ذریعہ بنا دیا وہ خدا جسنے بربر کی نا مسلمان قوت کو اسلامی سطوت میں منتقل کر دیا۔ غرض وہ خدا جو ہر موقع پر اسلام کی تقویت اور اسلام کی ترقی کے نئے نئے سامان غیب سے پیدا کر رہا ہے اب مشرق الاقصیٰ میں اپنے دین کی محبت کی چنگاری اس قوم کے خرمن جان میں ڈال رہا ہے جسے اس بیسویں صدی کی محفل کے صدر نشینوں نے اپنے پہلو میں طوعاً و کرہاً جگہ دی ہے۔ ۳۰ دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء کے دن جاپان میں یہ بین اور روشن نشانی بھی ظاہر ہو گئی یعنی ایک جلیل القدر جاپانی بیرن اس کی بیٹی اور اس کا داماد مشرف باسلام ہوئے

بریں مژدہ گر جان فشانم رواست
کہ ایں مژدہ آسائش جان ماست

ذیل میں ہم اس دلچسپ اور مسرت انگیز واقعہ کی تفصیل درج کرتے ہیں جو ہمیں ٹوکیو کے اسلامی اخبار "اسلامک فریٹرنٹی" سے معلوم ہوئی ہے جس کے ایڈیٹر ہمارے دوست مولوی محمد برکت اللہ صاحب بھوپالی ہیں۔ مولوی محمد برکت اللہ صاحب نے جنکی مساعی تبلیغ اسلام کے متعلق تحسین کی ضرورت سے مستغنی ہیں مناسب خیال کیا تھا کہ اس مقدس رسم کو جو اسلام کی روز افزوں برادری میں تین جلیل القدر جاپانیوں کا اضافہ کرنیوالی تھی دوسری اقوام و مذاہب کے لوگ بھی اپنی آنکھ کر دیکھ سکیں۔ غالباً مولوی صاحب کا مقصد اس سے یہ ہوگا کہ پادری نوبیر جیسے بزرگواروں کو جو کسی جاپانی کو مشرف باسلام ہوتے ہوئے دیکھنا گوارا نہیں کر سکتے اور جنکا قلم چاند پر خاک ڈالنے اور اسلام کی ترقی کو چھپانے کے لئے وقف ہے اتنی بہت سی شہادتوں کے موجود ہوتے ہوئے اس واقعہ کے تردید کی جرأت نہو سکے۔ مولوی برکت اللہ صاحب کے مکان واقع ۳۰ ڈائی ماچی اکاساکا ٹوکیو جاپان کے گیارہ بجے شاہی جاپانی فوج کے میجر انیس ٹناکا تشریف لائے میجر صاحب اُن چند جاپانیوں میں سے ہیں جنہوں نے مہذب دنیا کے تمام حصوں کا سفر کیا ہے۔ ان کے کچھ دیر بعد مسٹر ایف شروڈر آئے جو ایک جرمن اخبار نویس ہیں اور ۲۰ سال سے جرمنی میں مقیم ہیں ابھی یہ آکے بیٹھے ہی تھے کہ مسٹر پی۔ اچ۔ ڈراج اپنی بی بی اور مس لینا بوینگل کے ہمراہ آن پہنچے۔ ان تینوں کا وطن سوئٹزرلینڈ ہے اور مس بوینگل ایک مشہور انشاپرداز ہیں جن کے خطوط نے یورپ میں اس درجہ مقبولیت حاصل کی ہے کہ ان کا ترجمہ نو مختلف یورپین زبانوں میں ہو گیا ہے اور بڑے شوق سے دیکھا جاتا ہے کچھ دیر بعد مس یین آئیں جو نیویارک امریکہ کی رہنے والی ہیں۔ مسٹر لوئی رچرڈ ٹکل اس جلسہ میں شریک ہونے کے لئے یاکوہاما سے چلکر آئے تھے۔ آپ بوہیمیا کے متوطن ہیں۔ ہفت زبان ہیں۔ اور عربی سے بھی آشنا ہیں اور مسلمانوں سے انہیں بدرجہ غایت اُنس ہے۔ علاوہ ان یورپین احباب کے مولوی برکت اللہ صاحب کے دولتکدہ پر ہندوستانیوں میں سے مسٹر بورا ساکن چاٹگام (آسام) اور مسٹر پادر ساکن ٹبردوہ موجود تھے۔ مسٹر پادر ایک ہندو بزرگ ہیں جو اس موقع پر ہندو مذہب کی فضیلت بیان کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ مسٹر شوبرت لال ورمن بھی اس موقع پر موجود تھے یہ وہی بزرگ ہیں جن کی پچھلے دنوں لالہ دینا ناتھ صاحب ایڈیٹر ہندوستان اور لالہ رادھاکشن صاحب ایڈیٹر پرکاش سے جھڑپ ہو گئی تھی۔ امریکہ جاتے ہوئے یہ جاپان میں بھی چند دن کیلئے ٹھہر گئے تھے۔ اور وہاں مولوی محمد برکت اللہ صاحب سے ملے تھے۔ ترکوں میں سے توفیق آفندی حسن فہمی آفندی اور نیز ابراہیم آفندی تشریف لائے تھے۔ اور ملایائیوں میں سے مسٹر ابراہیم بن احمد موجود تھے۔ جو مدرسۃ السنۃ شرقیہ ٹوکیو میں ملائی زبان کے معلم ہیں۔ غرض اس موقع پر مختلف ممالک اور مختلف مذاہب کے لوگوں کا اچھا خاصہ بارونق مجمع تھا۔ ساڑھے گیارہ بجے بیرن ہیکی اور مسٹر ہیٹانو اپنی بی بی کی معیت میں تشریف لائے۔ یہی تینوں آج ملت بیضا کی حلقہ بگوشی کا فخر حاصل کرنیوالے تھے مولوی برکت اللہ صاحب قبلہ رو کھڑے ہو گئے مسٹر ہیٹانو ان کے سامنے کھڑے ہوئے۔ بیرن ہیکی اُن کے داہنے جانب اور مسز ہیٹانو ان کے بائیں جانب تھیں باقی تمام حاضرین بھی سروقد استادہ ہو گئے۔ مسٹر ابراہیم احمد نے قرآن مجید کے دوسرے سیپارے کے آخری رکوع کی تلاوت کی اور مولوی برکت اللہ صاحب نے اُن مقدس کلمات کو دوہرایا جو بوقت حج بیت اللہ ادا کئے جاتے ہیں۔ مسٹر ہیٹانو کو ایمان کے اقرار باللسان کا ایماء کیا جنہوں نے معہ بی بی اور بیرن ہیکی کے ساتھ تین دفعہ عربی اور تین دفعہ انگریزی میں یہ کلمات پاک دوہرائے

آمنت باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ والیوم الآخر۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

اس کے بعد مولویصاحب نے اسلام کے چار ارکان صلوٰۃ۔ زکوٰۃ۔ صوم اور حج کی تلقین کرتے ہوئے تقریر کی۔ خدا کی وحدانیت پر ایمان لانا۔ اسلام کا سنگ بنیاد ہے۔ قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔ ملائکہ سے مراد وہ روحانی قوتیں ہیں جن سے پروردگار عالم مقصود کائنات کو اپنے فیضان خیر سے مستفیض کرتا ہے۔ اس سے اس حقیقت پر روشنی پڑتی ہے کہ فقط دنیائے مرئی ہی کل کائنات نہیں ہے بلکہ کائنات کا ایک غیر مرئی حصہ بھی موجود ہے۔ جملہ کتب سماوی و صحائف الہامی پر ایمان لانا تمام الہامات کے توافق و تطابق پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ ان سب میں ازلی و ابدی حقیقتیں مذکور ہیں۔ ہم خداوند جل و علیٰ کے رسولوں میں کوئی امتیاز نہیں کرتے۔ اس لئے کہ وہ مشیت ایزدی کی زبان ہیں۔ خدا کے رسول وقتاً فوقتاً اس دنیا میں لوگوں کو علی العموم پر ازلی و ابدی صداقتوں سے روشناس کرنے کے لئے آتے رہتے ہیں۔ وہ کسی نئی حقیقت کو ایجاد نہیں کرتے بلکہ انہیں حقیقتوں کو دوہراتے ہیں۔ جو لوح محفوظ پر ثبت ہیں البتہ ان حقیقتوں کی تلقین کے لئے ذرائع ایسے اختیار کرتے ہیں جو ہر زمانہ اور ہر ملک کی ضروریات کے لئے موزوں ہیں۔ قیامت پر ایمان لانے سے مراد یہ ہے کہ انسان فاعل مختار ہے اور اپنے اعمال و افعال کے لحاظ سے اپنے خالق کے حضور میں جوابدہ ہے۔ لیکن یوم الآخر سے مراد یہ بھی ہے کہ زمین پر خدا کی بادشاہت آئیگی جبکہ تمام عداوتیں اور تمام لڑائیاں موقوف ہو جائینگی اور امن اور آشتی کا تمام کرہ زمین پر اس روحانی اخوت کی قوت سے فعل میں آنے کے باعث دور دورہ ہوگا۔ جسکی اسلام تلقین کرتا ہے۔ اور جسپر اسلام کا عملدرآمد ہے۔ اسلام کے چار ارکان صرف اخوت کے کفیل ہیں باجماعت نماز ادا کرنے سے ہر طبقہ کے مسلمان مساجد میں جو اُن کے کلب گھر اور جلسہ گاہیں ہیں پہلو بہ پہلو جمع ہوتے ہیں۔ قرآن نے زکوٰۃ کے متعلق جو تاکیدی احکام جاری کئے ہیں اگر ان پر پوری طرح سے عملدرآمد ہو تو مسلمانوں میں افلاس نام کو نہ رہے اور وہ عمرانی مسائل جن کی خطرناک الجھنوں میں یورپ اور امریکہ پھنسے ہوئے ہیں بآسانی حل ہو جائیں۔ روزہ کے متعلق اگرچہ قرآن نے مسلمانوں کو اختیار دیدیا ہے کہ خواہ روزہ رکھیں خواہ مساکین کو کھانا کھلائیں۔ لیکن تیرہ سو سال سے اسلامی دنیا پابند صوم رہی ہے۔ روزہ رکھنے میں ہر سال دولتمندوں اور مفلسوں کے درمیان ہمدردی کی تجدید ہو جاتی ہے حج کا مقصد یہ ہے کہ تمام مسلمان قوموں کا تعلق سرچشمہ اسلام کے ساتھ برقرار رہے۔ اُن کا پیوند ایک دوسرے سے قطع نہو۔ اور اُن کے ذہن میں یہ خیال تازہ رہے کہ نوع انسان ایک خانوادہ ہے اور سارا جہان ہمارا گھر ہے۔"

اس تقریر کے بعد چند دعائیں بزبان عربی مانگی گئیں۔ بیرن ہیکی۔ مسٹر ہیٹانو اور مسز ہیٹانو کو علی الترتیب علی۔ حسن اور فاطمہ کے اسلامی نام دیے گئے۔ اور تمام جماعت کا فوٹو لیا گیا۔ جو "اسلامک فریٹرنٹی" میں دیا گیا ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ خداوند عالم اپنے حبیب پاک کی محبت کے صدقہ میں ان تینوں بہن بھائیوں کو اسلام پر ثابت قدم رکھے اور ان تین مشعلوں سے جاپان میں لاکھوں اسلامی مشعلیں جلائے۔

دربار تونسہ شریف میں خانہ جنگی
یعنی
خواجہ حامد و محمود میں مقدمہ بازی

ایک عرصہ سے میرے پاس دربار تونسہ شریف کی خانہ جنگی کے متعلق ایک مطبوعہ اپیل آیا ہوا ہے۔ جس کے لئے اخبار الحکم میں درج کرنے کی خواہش کی گئی ہے۔ چونکہ میں حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرد باخدا اور بارھویں صدی کا ایک باکمال اہل باطن یقین کرتا ہوں آپ کی اولاد میں دُنیا کی بڑی پر جنگ ہوتا دیکھ کر فطرتاً رنج ہوا۔ اور ہر ایک مسلمان کو قدرتی طور پر افسوس ہونا بھی چاہئیے۔ کہ وہ لوگ جو اہل دنیا کو زہد و قناعت اور فقر و عبادت کی تعلیم دیتے ہیں۔ وہ اپنے عملی نمونے سے دکھا رہے ہیں۔ کہ دُنیا کا اینٹ پتھر بڑی قیمتی چیز ہے گویا یہی ایک غیر فانی اور ابدی دولت ہے۔ جس کے لئے انسان کو اپنے اقارب سے سخت جنگ کی ضرورت ہے۔ اس اپیل کو پڑھ کر مجھے سخت رنج ہوا۔ میں نے تفتیش حالات کے لئے ہر دو خواجہ صاحبان کی خدمت میں عریضے لکھے۔ مگر صدائے برنخاست کا مضمون صادق آیا۔ خواجہ حامد صاحب نے جو جواب دیا وہ اصل مطلب سے کوسوں دور اور محض بے تعلق ہے اور خواجہ محمود صاحب قطعاً خاموش رہے۔ یہ خانہ جنگی اگرچہ ہمارے سلسلے کے دشمنوں میں ہے۔ اور دُشمنوں میں پھوٹ کی پیشگوئی کے نیچے ہے۔ تاہم یہ خوشی کا باعث نہیں کیا مقدمہ بازی نے مکان شریف والے خاندان کو جس حالت تک پہنچا دیا۔ وہ ایک ظاہر امر ہے۔ اس لئے ہر شخص خواجہ صاحبان کو یہی مشورہ دیگا۔ کہ وہ مسلمانوں پر رحم کریں اور اپنے سلسلے کی عزت کو قائم رہنے دیں۔ وہ اپیل اب تک میں نے اسی لئے شائع نہیں کیا تھا۔ کہ ان لوگوں میں شائد مصالحت ہو جاوے مگر میں دیکھتا ہوں کہ معاملہ بڑھ رہا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے۔ کہ اہل اثر مسلمان اس میں دخل دیں۔ خصوصاً مختلف گدیوں کے صوفی صاحبان اور حلقہ نظام المشائخ کے سکرٹری صاحب توجہ کریں۔ اسی سلسلہ میں آج ایک مراسلہ افسوس سے شائع کیا جاتا ہے۔ اور پھر اس اپیل کو بھی درج کردیا جائیگا۔ وباللہ التوفیق۔ ایڈیٹر

جناب ایڈیٹر صاحب :-

السلام علیکم۔ مسلمانوں کی بُری حالت کا علم ایک ہر دلعزیز اخبار کے باخبر ایڈیٹر سے زیادہ اور کس کو ہو سکتا ہے۔ دنیائے اسلام کی ناگفتہ بہ حالت دیکھ دیکھ کر آپ کا کلیجہ یقین ہے چھلنی ہو رہا ہوگا۔ بدنصیب ایران کی حالت زار۔ طرابلس پر اٹلی کی غاصبانہ فوجکشی ایسی باتیں ہیں جن پر ایک مسلم آنکھ خونبار ہے۔ اٹلی نے ٹرکی کو کمزور سمجھا اور جس کی انتھی اس کی بھینس پر عمل کرکے خواہ مخواہ طرابلس پر چڑھ دوڑا۔ اس سے زیادہ خفت اور بے عزتی ٹرکی کے لئے اور کیا ہوگی۔ ہم جانتے کہ طرابلس کسی یورپین طاقت کے قبضہ میں ہوتا۔ یا جاپان کا وطن جبۃ الدراع ہوتا۔ اور پھر اٹلی کو فوجکشی کا خواب میں بھی خیال آجاتا۔ مجھے بار بار افسوس ہوتا ہے۔ اور ہر ذی شعور مسلمان کو جو تاریخ سے تھوڑا بہت واقف ہے۔ محسوس ہونا چاہئیے کہ مسلمان طاقتیں ایک ایک کرکے زیر کی جا رہی ہیں۔ انواع و اقسام کے ذرائع سے ان کے لئے مشکلات پیدا کی جاتی ہیں۔ ایک کے بعد دوسرا ملک ان کے قبضہ سے نکلتا جاتا ہے۔ مگر پھر بھی مسلمان نہیں سمجھتے۔ اول تو ان کا اپنا مذہب ہی کس زور شور سے اُن کو اتفاق کی ہدایت کرتا ہے۔ اگر یہ نہ بھی ہو۔ تو آخر دوسروں کی دیکھا دیکھی بھی کوئی چیز ہے۔ یورپ میں کبھی تو اتحاد ثلاثہ ہوا۔ کبھی اتفاق ثنائیہ اور کبھی اجتماع اربعہ۔ میں پوچھتا ہوں (اور للہ مجھے اس بات کا آپ ضرور جواب دیں) کہ کیا مسلمانوں کی طاقتیں ایسی ضرورتوں سے مستغنی ہیں (مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد۔ ایڈیٹر) لے دیکھے اب کل تین ہی اسلامی طاقتیں ہیں بہتر تھا کہ یہ بھی مر مٹتیں۔ یا قائم رہتیں تو عزت اور آبرو کے ساتھ۔

اوہو! کہنے کو کچھ تھا اور جوش جنوں میں کیا سے کیا بک گیا۔ کابل اصفہان اور قسطنطنیہ تو دور کی باتیں ہیں۔ اپنے گھر ہی کو دیکھیں تو ایک سرے سے دوسرے سرے تک نااتفاقی کی آگ سے جھلکا جا رہا ہے اور رہنے والوں کو پرواہ نہیں۔ اپنے وطن کا ایک دُکھڑا آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ صبر سے سُنئیے۔ اور غور سے علاج سوچئیے۔ اور جہاں تک آپ سے ہو سکے۔ اس فساد در انداز کو روکنے کی کوشش کیجئیے۔ نیز عوام کی اطلاع کے واسطے اس کو اخبار کی کسی گوشہ میں جگہ دے دیجئیے۔ تاکہ ہر کہ ومہ کو معلوم ہو سکے کہ آج کل ہمارے پیشوایان دین کی کیا حالت ہو رہی ہے جس دین کے نام سے وہ مسلمانوں کو لوٹ لوٹ کے کھاتے ہیں اُنہی کی شریعت سے وقت پڑے پر انکار کر دیتے ہیں۔ حیف صد حیف۔

آجکل تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان میں ایک ایسا رنجدہ اور عبرتناک واقعہ پیدا ہو چلا ہے۔ جس پر بہی خواہان اسلام جس قدر اشک حسرت و ندامت بہائیں کم ہے۔ صورت حال یوں ہے۔ کہ تونسہ شریف میں خواجگان چشت اہل بہشت کی ایک بہت بڑی خانقاہ ہے۔ جس کی وجہ سے یہ شریف کا لقب نہ صرف اس اُجاڑ اور سُنسان بستی کے ساتھ اضافہ ہوا۔ بلکہ سارا علاقہ اس کی بدولت سنگھڑ شریف کے نام سے مشہور ہے۔

بارہویں صدی ہجری کے وسط میں حضور خواجہ محمد سلیمان علیہ الرحمۃ والغفران اپنے پیر حضور حضرت خواجہ قبلۂ عالم صاحب مہاروی رحمۃ اللہ علیہ سے جن کا مزار مبارک موضع چشتیاں شریف واقع ریاست بہاولپور میں ہے۔ فیض حاصل کرکے حسب ہدایت اُن کے تونسہ شریف میں مقیم ہوگئے۔ آپ کا فیضان تلقین اس قدر وسیع ہوا۔ کہ ہندوستان سے گذر کر افغانستان۔ بلوچستان۔ ایران۔ عرب تک کے لوگ اُن کے حلقۂ بیعت میں آگئے۔ ان کی کرامات کو دیکھ کر بڑے بڑے کٹر ہندو رام تھے۔ ان کے نام نامی کی شہرت اردگرد کے ملکوں کے فرمانرواؤں تک پہنچی ہوئی تھی۔ اور وہ ان کی دعاگوئی کو ذریعۂ حاجت روائی سمجھتے تھے۔ غرضیکہ وہ اس آخری زمانے میں اسلامی شریعت کے حقیقی علمبردار اور صوفیہ کرام کا باکمال نمونہ تھے۔ ان کے متعدد خوارق عادت کرشمے سنگھڑ میں اب تک زبان زد خلائق ہیں۔ سنہ ۱۲۶۷ھ میں بقضائے الٰہی ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کے دونوں فرزند پہلے ہی چل بسے تھے اس لئے بڑے پوتے حضرت خواجہ اللہ بخش علیہ الرحمۃ ان کے جانشین ہوئے۔ جنہوں نے اپنے جد امجد کی کامل تقلید کرکے فائدہ رسانی مخلوقات میں وہ جہد کیا۔ کہ اُن کے مریدوں کی تعداد لاکھوں سے بڑھ گئی۔ اور اپنی دینداری کو حسن اخلاق ظاہری و باطنی سے وہ نام پایا کہ اُن کے عصر میں جمیع مشائخ و خلفا ان ہی کی رائے رزین کے تابع رہے۔ گورنمنٹ نے بھی ان کو نہایت عزت و توقیر کی نظر سے دیکھا۔ حتیٰ کہ جناب لفٹنٹ گورنر جیسے عالی درجہ کے حکام نے ان کے مکان پر آکر ان سے ملاقات کی۔ سنہ ۱۳۱۹ھ میں ان کا بھی انتقال ہوگیا۔ اور اپنے پیچھے وہ ایک بیش قیمت جائیداد از قسم مکانات سکنی۔ اسباب خانہ داری و زمین زرعی وغیرہ چھوڑ گئے۔ ان کے وارث ان کے دو فرزند تھے۔ حافظ محمد موسیٰ صاحب اور خواجہ محمود صاحب۔ جن میں اول الذکر عمر کا بڑا تھا۔ خواجہ اللہ بخش صاحب کو اپنے وسیع تجربہ اور فطرت انسانی سے واقفیت کی بناء پر اس بات کا اندیشہ تھا۔ کہ ان کی وفات کے بعد ان کے دونوں بیٹوں میں جائیداد ذریعہ نزاع ہوگی۔ اس لئے اپنے بیماری کے ایام میں انہوں نے بار بار اپنے دونوں فرزندوں کو اتفاق و اتحاد اور ادائے فرائض دین متین و پیران عظام کی تلقین کی۔ دونوں صاحبان کو مخاطب کرکے ہاتھ کی دونوں انگلیاں معاً کھڑا کرتے اور اشارۃً و صراحۃً اتفاق کی وصیت فرماتے۔ بعد وصال تقریباً ڈیڑھ سال تک دونوں صاحبان میں پورا پورا اتفاق رہا۔ آمد و خرچ مشترک۔ حتیٰ کہ خورد و نوش بھی اکٹھا رہا۔ لیکن بعد میں چند ایک مفسدہ پرداز اشخاص کی درازدستی سے جو اس معظم خاندان کے ساتھ خبث باطنی کی وجہ سے عداوت رکھتے تھے۔ بداتفاقی کے آثار ظاہر ہوئے۔ لیکن چونکہ دونوں حضرات ذی ہوش و ذی بصیرت تھے اور اُن کو اپنے مرشد و ہادی صادق والد کی وصیت یاد تھی۔ اس لئے دونوں نے فساد دفع کرنے کی کوشش کی۔ اور ایک دفعہ بذریعہ رؤسا ڈیرہ غازیخان۔ اور دوسری دفعہ حسب تجویز ڈپٹی کمشنر بہادر وقت۔ مولوی نجم الدین صاحب کو ثالث مقرر کرکے فیصلہ کرلیا۔ اور جائیداد کو جو باعث نااتفاقی تھی تقسیم کرکے خاطرخواہ تصفیہ کرلیا۔ لیکن بدقسمتی سے فیصلہ ثالثی میں کچھ حقوق ایسے خواجہ محمود صاحب کے تسلیم کئے گئے۔ جن کے استحکام کے لئے فیصلہ کو حیثیت مثل ڈگری دینی ضروری تھی۔ اس لئے انہوں نے فیصلہ منقش کرانے کی درخواست دی۔ ادھر سے تو یہ درخواست دائر عدالت تھی۔ اور اُدھر حافظ موسیٰ صاحب اور خواجہ محمود صاحب کے درمیان حقوق متذکرہ بالا کو خانگی طور پر طے کر لینے کے لئے بات چیت ہو رہی تھی۔ کہ یکایک حافظ موسیٰ صاحب کا انتقال ہو گیا۔ وہ اپنے والد بزرگوار کے رحلت کے بعد پانچ سال تک زندہ رہے۔ اور اس طویل عرصہ میں ہر طرح کا امن و امان رہا۔ اُنہوں نے تین فرزند چھوڑے۔ بڑے میاں حامد صاحب ایک بی بی کے بطن سے۔ اور ان سے دو چھوٹے دوسری زوجہ سے۔ میاں حامد صاحب جو نوعمر ہیں اور تجربہ ذرا کم رکھتے ہیں اپنے باپ کی وفات پر سجادہ نشین ہوئے۔ اور چھوٹے خیر خواہ

اور مفسدہ پردازوں کے مشورہ سے ثالثی فیصلہ کی پابندی سے قطعاً انکار کر دیا۔ عدالت نے بھی چند قانونی نقص پاکر فیصلہ کو قابل ادخال نہ سمجھا۔ بس کیا تھا۔ میاں صاحب نے جھٹ ایک دیوانی دو ہزار کے اسٹام پر اس مضمون کی دیدی۔ کہ چونکہ میں سجادہ نشین ہوں۔ لہٰذا میرے چچا خواجہ محمود صاحب اور میرے دونوں چھوٹے بھائیوں کا کوئی حق آمد خانقاہ۔ خانقاہ یا کسی اور مکان میں نہیں۔ اور وہ اپنے سکنی مکانات میں بھی بلا میری خوشنودی کے نہیں رہ سکتے۔ میرے باپ کو مکانات اور جائیداد تقسیم کر دینے کا کوئی اختیار نہ تھا۔ اور مجھے وہ منظور نہیں ہے۔ اب یہ مقدمہ دائر عدالت ہے اور فریقین کے ہزاروں روپے صرف ہو رہے ہیں۔ نالش دائر ہو چکنے کے بعد جب خواجہ محمود صاحب کی طلبی ہوئی تو انہوں نے متعدد دفعہ خاندانی عزت اور وقار قائم رکھنے اور اس برباد کن مقدمہ بازی سے محترم رہنے کے لئے زور لگایا۔ ہر ممکن ذریعہ صلح کا تلاش کیا۔ پیرزادگان مہاروی کو بطور وفد بھیجا۔ کہ اول تو اہل اسلام کا قانون شریعت ہے علماء ثالث مقرر کر کے شرعی فیصلہ کر لیا جاوے۔ یا آپ پیرزادے ہیں۔ جو آپ فیصلہ کر دیں۔ منظور ہے۔ روساء ڈیرہ غازیخاں کے ذریعہ سے بیچ بچاؤ کرنے کی خواہش کی۔ لیکن ان کی کوئی کوشش دربارہ مصالحت کارگر نہ ہوئی۔ پھر کئی ایک سچے مسلمان جو درد مند دل رکھتے تھے۔ اور اس خاندان کی نا اتفاقی کو تمام مسلمانوں کے حق میں مضر سمجھتے تھے۔ اس امر کے درپے ہوئے کہ چونکہ یہ اسلامی خانقاہ ہے۔ اس کا فیصلہ بموجب شرع شریف ہونا چاہیئے۔ چنانچہ انہوں نے میاں حامد صاحب کو عرضداشت بھیجی۔ قرآن شریف ان کے سامنے لیجا کر فیصلہ قرآنی پر قائم رہنے کی التجا کی۔ مگر وہ ایک ہی راگ الاپتے گئے کہ سرکار خود فیصلہ کریگی۔ اتفاقاً انہی دنوں سردار محمد عثمان خان صاحب بارکزئی عم زادہ ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان والئی دولت خداداد افغانستان کابل جاتے ہوئے خانقاہ مبارک کی زیارت کو آئے۔ اور ان کو جب یہ حالات معلوم ہوئے تو انہوں نے بھی میاں حامد صاحب کی خدمت میں صلح کر لینے کے لئے عرض مخلصانہ کی۔ مگر اس کو بھی رد کر دیا گیا۔

جہاں تک ہم سمجھ سکتے ہیں۔ میاں حامد صاحب کو اس اصرار اور مقدمہ بازی پر جو چیز آمادہ کر رہی ہے۔ وہ ان کی ناتجربہ کاری اور جوش جوانی ہے۔ ماسوائے اس کے ان کا رشتہ دامادی جناب نواب صاحب ممدوٹ کے گھر میں ہے انہیں کو یہ خیال ہے۔ بلکہ ان کا وکیل صاف الفاظ میں ظاہر کر چکا ہے کہ نواب صاحب موصوف اور ان کے دیگر رشتہ دار تعلقہ دار نواب صاحبان اس بارہ میں ہر قسم کی امداد از قسم سفارش وغیرہ دیں گے۔ تعجب ہے کہ ایسی سیدھی بات میاں حامد صاحب کی سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ قانون اور انصاف کے آگے سفارش کب تک نگاہ رہ سکے گی۔ علاوہ ازیں خود نواب صاحب تعلیم یافتہ اور روشن خیال ہیں۔ وہ کیوں کسی کی حق تلفی کے روادار ہوں گے ہم میاں حامد صاحب ... کو بھلا ... کی مشورہ علی الاعلان دیتے کہ وہ اس مقدمہ بازی پر نہ ... تو خود پانی کی طرح روپیہ بہاتے

اور نہ کسی دوسرے کو زیر بار کریں۔ جو ہو چکا سو ہو چکا۔ صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے۔ تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ ورنہ یہ مقدمہ اس لاکھوں کی جائیداد کو بلا مبالغہ لے ڈوبیگا جس پر یہ مقدمہ ہو رہا ہے۔ جائیداد کے علاوہ کروڑوں کی عزت اور توقیر کا تو کیا کہنا ہے۔

ایک درد مند مسلمان

جاپان میں اشاعت اسلام

جاپان میں اشاعت اسلام کی خبر ہر مومن مسلمان کے لئے مسرت کا موجب ہے۔ مولوی برکت اللہ صاحب بھوپالی کی کوششوں میں اللہ تعالیٰ برکت دے۔ تلقین اسلام کے وقت مولوی برکت اللہ صاحب نے جو تقریر کی۔ اس کے بعض حصوں سے مجھے اتفاق نہیں۔ ملائکہ نری قوتیں نہیں۔ بلکہ وہ ایک مخلوق اور ہستیاں ہیں۔ اسی طرح پر مولوی صاحب کا روزہ کے متعلق یہ کہدینا کہ قرآن کریم نے اختیار دیدیا ہے کہ خواہ روزہ رکھیں خواہ فدیہ دیں درست نہیں ہے روزہ ہی فرض ہے۔ اور وہ خاص حالتیں ہیں۔ جن میں فدیہ دیا جاتا ہے۔ بہرحال مولوی صاحب کی کوششیں قابل قدر ہیں۔ یہ موقعہ ہے کہ ہماری جماعت جاپان میں زندہ اسلام کو پھیلانے کے سوال پر حضرت امام و مطاع کے ارشاد کے ماتحت کوشش کرے۔ سردست تعلیم اسلام کی بہت سی کاپیاں جاپان میں شائع کرنے کا انتظام کیا جاوے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جاپان میں اسلام سے دلچسپی شروع ہو گئی ہے۔ اس وقت ضرورت ہے کہ اسلام اور بدھ ازم پر چھوٹے چھوٹے رسالے شائع کئے جاویں۔ ایسا ہی ریویو آف ریلیجنز کی کاپیاں بھی وہاں کی لائبریریوں اور سکولوں وغیرہ میں بھیجی جانی مناسب معلوم ہوتی ہیں۔

مجمع الاخوان لاہور

لاہور میں احمدی نوجوانوں نے مجمع الاخوان لاہور کے نام سے ایک انجمن بنائی ہوئی ہے جس کے اغراض و مقاصد اس وقت میرے سامنے نہیں۔ انجمن مذکور کے نوجوان سکرٹری شیخ محمد مبارک اسمعیل طالب بی اے کلاس مندرجہ ذیل نوٹ بغرض اشاعت بھیجتے ہیں۔ میں اگر ممبران انجمن کو یہ مشورہ دینے کی جرأت کروں تو شاید بیجا نہ ہوگا۔ کہ بزرگان قوم کے لیکچروں کا سلسلہ ہر چند ایک مفید اور ضروری شے ہے۔ لیکن کیا اچھا ہو۔ اگر ہر اجلاس میں کسی نوجوان ممبر انجمن کا بھی لیکچر ہوا کرے۔ تاکہ انہیں پبلک پلیٹ فارم سے بولنے کے لئے جرأت اور شوق پیدا ہو۔ نیز میں سکرٹری صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ ایسے پبلک جلسوں کی روئیداد کسی قدر تفصیل اور لیکچر کے بعض اقتباسات کے ساتھ قومی اخباروں میں بھیجنی زیادہ مفید ہوگی۔ بہرحال یہ کام نہایت عمدہ ہے۔ خدا اس میں برکت دے۔ وہ نوٹ یہ ہے:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت شریف جناب شیخ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مہربانی کر کے مفصلہ ذیل نوٹ کو اخبار الحکم میں درج فرما کر مشکور فرمایا لاہور میں تبلیغ کے کام کو شروع کرنے کے لئے احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن المعروف مجمع الاخوان کے سرپرستوں نے یہ تجویز فرمایا ہے کہ پندرہ روزہ اجلاس منعقد کئے جاویں۔ جن میں مذہبی مضامین پر لیکچر دیئے جاویں۔ چنانچہ اسی تجویز کے ماتحت مذکورہ بالا ایسوسی ایشن کا پہلا عام جلسہ بتاریخ ۲۴ جنوری ۱۹۱۲ء بروز بدھ بوقت ۶ بجے شام بمقام احمدیہ بلڈنگس زیر صدارت جناب خواجہ کمال الدین صاحب منعقد ہوا جس میں بذریعہ اشتہار ہر فرقہ ملت کے احباب کو مدعو کیا گیا تھا حاضرین کی تعداد کافی تھی جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن نے ضرورت مذہب پر ایک لطیف لیکچر دیا۔ جس کو حاضرین نے نہایت دلچسپی سے شروع سے لیکر آخر تک سنا۔ آپ کے بعد جناب خواجہ صاحب نے ایک مختصر سی تقریر فرمائی جس میں انہوں نے اعلیٰ سے اعلیٰ نکات بیان فرمائے اور جس کو سن کر حاضرین جلسہ بہت محظوظ ہوئے۔ آخر میں جناب نے آئندہ جلسہ کا بھی اعلان فرمایا۔ جو مورخہ ۴ فروری ۱۹۱۲ء کو آپ ہی کی زیر صدارت منعقد ہونیوالا ہے جس میں مولٰنا مولوی غلام رسول صاحب اجکی ضرورت اسلام پر لیکچر دیں گے احمدی اصحاب سے دعا کی التجا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کی کوششوں میں برکت ڈالے آمین ثم آمین۔ والسلام

راقم خاکسار محمد مبارک اسمعیل سکرٹری مجمع الاخوان لاہور

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ اور آپ کے اہل بیت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بعافیت ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح حسب معمول درس قرآن مجید اور بخاری شریف کا درس دے رہے ہیں۔

۲۔ شیخ محمد تیمور صاحب ایم اے جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور رہ کر دینیات کی پوری تحصیل کر لی ہے علیگڈھ کالج میں ملازم ہو کر چلے گئے ہیں۔ اس سعید نوجوان کی سادہ اور دیندارانہ زندگی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے علیگڈھ کالج کے طلباء پر مؤثر ہونے کی امید دلاتی ہے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔

۳۔ ہمارے اولوالعزم مخدوم حضرت صاحبزادہ صاحب مدرسہ احمدیہ کی طرف خصوصاً متوجہ ہیں آپ نے لڑکوں کو تقریر اور تحریر میں مزاولت اور مشق کیلئے مدرسہ ہفتہ وار جلسوں کا باقاعدہ سلسلہ شروع کیا ہے جنمیں آپ خود بھی تشریف لیجاتے ہیں اور نہایت توجہ اور محنت کام کر رہے ہیں مدرسہ کے اساتذہ اور طلباء کی علمی ترقیوں کے لئے اور تجاویز بھی آپ کی زیر نظر ہیں عربی کے جدید لٹریچر سے دلچسپی کے لئے ممالک اسلامیہ سے عربی اخبارات منگوانے کا انتظام ہو رہا ہے۔ بورڈنگ ہوس کی نگرانی اور طلباء کی تربیت پر خاص توجہ ہے۔ کبھی کبھی آپ رات کو اتفاقیہ بورڈنگ کے معائنہ کے لئے چلے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں کو ہمارے حق میں نتیجہ خیز کرے اور آپ کو چشم بد سے بچائے۔ آمین۔

سوتی مشروع کے تھان

ہر قسم کے نہایت خوش وضع پختہ رنگ جو ریشمی سے زیادہ پائیدار ہوتے ہیں مستورات اور بچوں کے پاجامہ وغیرہ کو روزمرہ استعمال کے لئے عمدہ کپڑا ہے۔ اودا۔ کاسنی۔ گلابی۔ سبز۔ یکرنگہ۔ پٹی دار۔ یکرنگہ سادہ۔ جس قسم کا مطلوب ہو۔ منگا کر دیکھئے۔ آپ ہمیشہ منگاتے رہیں گے ہم بہت ارزاں فروخت کرتے ہیں کہ ہر طرف سے اس کپڑے کی مانگ ہو ایک تھان جس کا عرض ۱ گرہ۔ طول ۴ گز ہے۔ قیمت عـــہ۔ اس میں دو پاجامہ تیار ہو سکتے ہیں۔

۳ تھان تک روانہ کئے جا سکتے ہیں محصول ۴ر پیکنگ ۲ر جملہ ...

حضرت خلیفۃ المسیح کی سب سے پہلی تقریر کے متعلق کچھ

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادہ ازلی کے ماتحت ایک کثیر جماعت کو امیر المومنین نور الدین کے ہاتھ پر جمع کیا اور آپ خلیفۃ المسیح کے نام سے قوم میں ممتاز ہوئے۔ اُسوقت آپ نے ایک تقریر فرمائی تھی جو اُسیوقت اخبارات میں چھپکر شائع ہو گئی۔ اُسپر دن ہفتے۔ مہینے اور بالآخر سال گذر گئے۔ اور گذر رہے ہیں۔ مینے پہلے بھی کبھی یہ ظاہر کیا تھا کہ اخبار نویس یاددہانی کا کام کیا کرتے ہیں اور ان معنوں سے وہ مذکر ہوتے ہیں۔ اس لئے آج میں اس تقریر کا ایک حصہ احمدی قوم کے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ اُنھیں معلوم ہو کہ اُسوقت اپنے خلیفۃ المسیح نے کیا عہد لیا تھا اور اس مقصد میں اب تک ہم نے کیا کیا ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح نظر تا نمائش اور نمود سے الگ ہیں اور اسطرح خدا تعالیٰ نے ان کے کاموں میں سے ریا کا حصہ کاٹ دیا اور محض اخلاص رکھدیا۔ اسی فطرت کی وجہ سے اسوقت آپ نے بعض دوسرے بزرگوں کے نام لئے تھے اگر چاہو تو تم ان میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لو میں تمہارے ساتھ ہوں مگر مشیت ایزدی کو کون بدل سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے جس ہاتھ کو نظام وحدت کو قائم رکھنے کی قوت دی تھی وہی آگے بڑھا اور اسنے سب کو اسپر جمع کر لیا۔ جب یہ فیصلہ ہو گیا تو آپ نے فرمایا

"اب تمہاری طبیعتوں کے رخ خواہ کسی طرف ہوں تمھیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی اگر یہ بات تمھیں منظور ہو تو میں طوعاً وکرہاً اس بارکو اُٹھاتا ہوں۔ وہ بیعت کی دس شرائط بدستور قائم ہیں ان میں خصوصیت سے قرآن کو سیکھنے اور زکوٰۃ کا انتظام کرنے اور واعظین کو بہم پہنچانے اور ان امور کو جو وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ میرے دل میں ڈالے شامل کرتا ہوں اور پھر تعلیم دینیات دینی مدرسہ کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہوگی"

یہ وہ اقتباس ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح کی اُس پہلی تقریر خلافت میں سے میں نے کیا ہے اور اس غرض سے تاکہ تمھیں یاد دلاؤں کہ جو کام تم نے کرنا تھا وہ کس حد تک ہوا ہے۔ میں اسوقت صرف واعظین کے بہم پہنچانے کے سوال کو پیش کرتا ہوں اس سے پہلے بھی مجھے کبھی کبھی اس مضمون پر لکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ اور اب بھی میں ضرورت سمجھتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے واعظین کے بہم پہنچانے کے کام کو شرائط بیعت میں داخل کیا ہے۔ اگر ہم اس شرط کو پورا نہیں کرتے یا کرنے کی کم از کم کوشش نہیں کرتے تو کچھ شک نہیں کہ ہم اس شرط کو خود ہی توڑتے ہیں۔

واعظین کا تقرر اور ان کا بہم پہنچانا یہ ایسا امر نہیں ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کو ہی پہلی مرتبہ اس کی ضرورت محسوس ہوئی ہو۔ بلکہ یہ وہ ضرورت ہے جو قرآن مجید کی آیۃ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر میں بیان ہوئی ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی پہلی تقریر خلافت اسی آیۃ شریفہ پر کی تھی۔ جسکا اقتباس میں نے اوپر دیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے قرآن مجید کی اس آیۃ اور اپنے اور ہم سب کے مرشد و مولیٰ امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے ماتحت اس شرط کو داخل شرائط بیعت کیا ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسا چاہا کہ واعظ پیدا ہوں اور واعظوں اور اشاعت اسلام کے مستقل سلسلہ کے لئے ہی وصایا کا سلسلہ آپ نے قائم کیا چنانچہ الوصیت میں اس روپیہ کے مصرف میں صاف لکھا ہے کہ

"دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے کہ اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا...... اور وہ باہمی شورہ سے ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے حسب ہدایت مذکورہ بالا خرچ کرینگے...... ان اموال سے اُن یتیموں اور مسکینوں اور نو مسلموں کا بھی حق ہوگا جو کافی طور پر وجوہ معاش نہیں رکھتے۔ اور سلسلہ احمدیہ میں داخل نہیں" غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے واعظین کے لئے گویا مستقل انتظام فرمایا۔ اور آپ کے جانشین۔ اور خلیفہ بلا فصل نے اسکو داخل شرائط بیعت کر دیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ مئی ۱۹۰۸ء کو قبل خبر واعظین کے متعلق جو تقریر فرمائی وہ اور بھی قابل غور ہے۔ فرمایا۔

"ہمیں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو نہ صرف زبانی بلکہ عملی طور سے کچھ کر کے دکھانے والے ہوں۔ علمیت کا زبانی دعویٰ کسی کام کا نہیں۔ ایسے ہوں کہ نخوت اور تکبر سے بکلی پاک ہوں اور ہماری صحبت میں رہ کر یا کم از کم ہماری کتابوں کی کثرت سے مطالعہ کرنے سے ان کی علمیت کامل درجہ تک پہنچی ہوئی ہو۔..... تبلیغ سلسلہ کیواسطے ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے مگر ایسے آدمی مل جاویں کہ وہ اپنی زندگی اس راہ میں وقف کر دیں...... اگر اسی طرح بیس تیس آدمی متفرق مقامات میں چلے جاویں تو بہت جلدی تبلیغ ہو سکتی ہے۔ مگر جب تک ایسے آدمی ہماری منشا کے مطابق اور قناعت شعار نہوں تب تک ہم انکو پورے اختیارات بھی نہیں دے سکتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ایسے قانع اور جفاکش تھے کہ بعض اوقات صرف درختوں کے پتوں پر ہی گذر کر لیتے۔ تمام ہندوستان ہمارے دعاوی سے ایسا بیخبر پڑا ہے کہ گویا کسیکو خبر ہی نہیں۔ میرے نزدیک یہ

مدرسہ یا کالج وغیرہ کا بنانا اول سلسلہ کی مضبوطی پر موقوف ہے۔ اول چاہئے کہ سلسلہ میں ایسے لوگ ہوں جو سلسلہ کی ضروریات کی مدد کرنے والے ہوں...... اگر کچھ ایسے لائق اور قابل آدمی سلسلہ کی خدمات کے واسطے نکل جاویں جو فقط لوگوں کو اس سلسلہ کی خبر ہی پہنچا دیں تو بھی بڑے فائدہ کی توقع کیجا سکتی ہے۔"

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی آخری غرض کیا ظاہر فرمائی کیونکہ یہ ۲۰ مئی کی تقریر کا خلاصہ ہے۔ اس میں بہت کچھ آپنے تبلیغ سلسلہ کے لئے زور دیا ہے۔ یہ واقعات اور اقتباس میں نے آپ کے سامنے رکھدئے ہیں۔ اب آپ واقعات کی بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ

یہ کام کس حد تک ہوا ہے؟

ضرورت ہے کہ فی الفور ملک میں سر دست ایسے واعظ بھیجے جاویں۔ واعظین کا ایک مستقل انتظام ہو کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح خصوصاً ایسا چاہتے ہیں۔ ضرورت ہے ایسے لوگوں کی جو اس کام کے لئے نکل سکیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ہو گا جو کچھ ہوگا۔ تمام سعادت مند روحیں نکلیں۔ خصوصاً وہ لوگ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور اپنی زندگیاں اس غرض کیلئے وقف کی تھیں وہ اب اپنی زندگیوں پر کوئی حق نہیں رکھتے وہ بولیں اور حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور اس عہد کی تجدید کریں اور خدا کے قائم کردہ سلسلہ کا پیغام

آفاق میں پہنچاویں

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ۔ دوسرے دن صبح کو دست صاف ہوگا۔ پیٹ کی گرانی و مروڑ نہیں ہوگا۔ بہ معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ۱۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے آئے ہیں۔ یہ گولیاں کل ہی بنی ہیں۔ مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں۔ ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہیئے۔ سولہ گولیوں کی ڈبیہ قیمت ۵ ایک سے ۶ ڈبیہ تک محصولڈاک ۵

درد سر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں بڑھ جاتا ہے۔ یہ دوا [illegible] کو پانی کر دیتا ہے۔ اور ریاح جیسے ٹمیں جھک رگوں میں ہر کن کنی سی جو کہیں چھونے سے ہو اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے درد سر نصف ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے درد ہو فوراً دور ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ دوا ہر خاص کو اپنے پاس رکھنا لازم ہے۔ قیمت ۸ ٹکیوں کی ایک ڈبیہ ۸ محصولڈاک ایک سے ۶ ڈبیہ تک ۱

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ